دار العلوم حقانیہ
اکوڑہ خٹک کا
علمی و دینی مجلہ
الحق
ماہنامہ
بانی
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحمہ اللہ
بانی دار العلوم حقانیہ
مدیر
مولانا سمیع الحق

مطبوعاتِ مؤتمر المصنفین

نام کتاب		مصنف	صفحات	قیمت
۱۔ حقائق السنن شرح جامع السنن للترمذی (مجلد) ترتیب و تحشیہ: مولانا عبدالقیوم حقانی	افادات	شیخ الحدیث مولانا عبدالحق	۵۳۶ صفحات	۱۲۵ روپے
۲۔ دعوات حق مکمل دو جلد (مجلد) ضبط و تحریر: مولانا سمیع الحق	〃	〃 〃	۱۱۹۲	۱۲۰ روپے
۳۔ قومی اسمبلی میں اسلام کا معرکہ، مرتبہ: مولانا سمیع الحق	〃	〃 〃	۴۰۰	۴۵ روپے
۴۔ عبادات و عبدیت، مرتبہ: مولانا سمیع الحق	〃	〃 〃	۸۸	۸ روپے
۵۔ مسئلہ خلافت و شہادت، مرتبہ: مولانا سمیع الحق	〃	〃 〃	۱۰۴	۱۰ روپے
۶۔ صحبتے با اہل حق (مجلد) ضبط و ترتیب مولانا عبدالقیوم حقانی	〃	〃 〃	۴۰۸	۷۵ روپے
۷۔ اسلام اور عصر حاضر (مجلد)	تصنیف	مولانا سمیع الحق	۳۶۰	۹۰ روپے
۸۔ قرآن محکم اور تعمیر اخلاق	〃	〃 〃	۹۶	۷ روپے
۹۔ کاروان آخرت (مجلد)	〃	〃 〃	۴۴۶	۷۵ روپے
۱۰۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مجلد (خصوصی نمبر)	〃	〃 〃		
۱۱۔ قادیانیت اور ملت اسلامیہ کا موقف	〃	〃 〃	۲۰۸	۳۵ روپے
۱۲۔ قادیان سے اسرائیل تک	〃	〃 〃	۲۲۴	۳۵ روپے
۱۳۔ قومی اور ملی مسائل پر جمعیۃ کا موقف	〃	〃 〃	—	—
۱۴۔ میری علمی اور مطالعاتی زندگی مجلد	〃	〃 〃	—	—
۱۵۔ مذہبی اتحاد	〃	〃 〃	۲۰۰	۳۵ روپے
۱۶۔ دفاع امام ابوحنیفہ (مجلد)	〃	مولانا عبدالقیوم حقانی	۳۵۲	۶۰ روپے
۱۷۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے حیرت انگیز واقعات (مجلد)	〃	〃 〃	۲۶۲	۵۶ روپے
۱۸۔ محدثین احناف کے حیرت انگیز واقعات جلد دوم (امام ابو یوسف ۔ امام محمد)	〃	〃 〃	۲۶۲	۵۶ روپے

نام کتاب		مصنف	صفحات	قیمت
۱۹۔ ارباب علم و کمال اور پیشۂ رزق حلال (مجلد)	تصنیف	مولانا عبدالقیوم حقانی	۲۲۲ صفحات	۵۶ روپے
۲۰۔ امام اعظمؒ کا نظریۂ انقلاب و سیاست	〃	〃 〃	۶۴	۷ روپے
۲۱۔ خطبات حقانی (جلد اول)	〃	〃 〃	۱۲۵	۱۸ روپے
۲۲۔ کتابت اور تدوین حدیث	〃	〃 〃	۴۸	۷ روپے
۲۳۔ عہد حاضر کا چیلنج اور امت مسلمہ کے فرائض (مجلد)	〃	〃 〃	—	—
۲۴۔ مرد مومن کا مقام اور ذمہ داریاں	〃	〃 〃	۳۲	۵ روپے
۲۵۔ ساعتے با اولیاء (مجلد)	〃	〃 〃	—	—
۲۶۔ د امام اعظم حیرانکونکی واقعات (پشتو)	〃	〃 〃	—	—
۲۷۔ کشکول معرفت	〃	〃 〃	۱۱۲	۲۴ روپے
۲۸۔ الحاوی علی مشکلات الطحاوی	〃	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا	۲۲۴	۳۵ روپے
۲۹۔ منہاج السنن شرح جامع السنن (عربی) چار جلد	〃	شیخ الحدیث مفتی محمد فرید	--	۱۲۰ روپے
۳۰۔ برکات المغازی	〃	شیخ الحدیث مولانا [illegible]	---	—
۳۱۔ اللہ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتیں	افادات	شیخ الحدیث مولانا [illegible]	۲۴	۵ روپے
۳۲۔ ارشادات حکیم الاسلام	〃	مولانا قاری محمد طیب [illegible]	—	۷ روپے
۳۳۔ عقیدہ کی شرعی حیثیت	تصنیف	مولانا مفتی [illegible]	۹۶	۱۴ روپے
۳۴۔ دارالعلوم حقانیہ سے جامعہ ازہر تک	〃	〃 〃	۱۴۴	۲۴ روپے
۳۵۔ دفاع ابوہریرہؓ	〃	〃	—	—
۳۶۔ افادات حلیم	〃	مولانا عبدالحلیم [illegible]	۵۶	۶ روپے
۳۷۔ حیات صدر المدرسین (مولانا عبدالحلیم زروبوی)			[illegible]	۱۲۰ روپے
۳۸۔ فضائل و مسائل جمعہ		[illegible]	[illegible]	[illegible] روپے

مکمل سیٹ منگوانے پر خصوصی رعایت

مؤتمر المصنفین ۰ دارالعلوم حقانیہ ۰ اکوڑہ خٹک ۰ پشاور

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

جلد ـــ ۳۰
شمارہ ـــ ۳
رجب ـ ۱۴۱۵ھ
دسمبر ـ ۱۹۹۴ء

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

بیاد
حضرۃ مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ
مدیر اعلیٰ
حضرۃ مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
مدیر :- عبدالقیوم حقانی
ناظم ـ شفیق فاروقی

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم
۳۴۰/ / ۴۳۵
کوڈ نمبر ـ ۰۵۲۴۹

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۱۰۰/- روپے فی پرچہ ۱۰/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۶/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۲/- ڈالر

سمیع الحق استاذ دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ الحق دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نقشِ آغاز

قیامتِ صغریٰ بپا ہونے کو ہے اور ہم ......؟

افغانستان! ہوائے امن کا جھونکا

جب منزل متعین، نشانِ راہ واضح اور مقصد سے لگن ہو تو گردِ راہ سے چہرہ کے نقوش دھندلاتے نہیں بلکہ کچھ اور بھی دلکش اور حسین ہو جاتے ہیں، عشق کی سچائی، شوق کی شدت اور مقصدیت میں اخلاص ان نقوش کو تابناکی دیتا ہے۔ مراحل کی دقتیں، سنگ ہائے راہ سے زخمی ہونے والے پاؤں اور جبین خون آلود ہو کر جاذبیت اور کشش اپنے اندر پیدا کر لیتے ہیں اور پھر ایسے میں راہرو مشکلاتِ سفر سے گھبراتا نہیں یہ مشکلات شوق کو مہمیز لگاتی اور ذوقِ محبت کو جنون میں بدل دیا کرتی ہیں۔

ع کہتے ہیں جسے گل وہ جنوں کا لباس ہے۔

یہی نہیں دورانِ سفر اگر ساتھیوں کا ساتھ بھی نہ رہے تو بھی پائے استقلال میں لغزش نہیں آتی اور راہبر بھی اگر راہزن کا روپ دھارے اور قافلے کو لوٹنے، قتل و غارت پر اتر آئے تب بھی راہرو کے جذبات تلاطم خیز رہتے ہیں بلکہ یہی وقت ہوتا ہے کہ ایک طرف وہ یاس کے بھنور میں سے پھنس کر نکلتا ہے اور نکل کر پھنس جاتا ہے اور دوسری طرف امید و شوق اور زخم ہائے عشق کو زادِ راہ بناتا ہوا اپنے سفر پر گامزن رہتا ہے تا آنکہ منزل کو پالے یا جان جان آفریں کے سپرد کر دے۔

ع یا جاں رسد بجاناں یا جان زتن بر آید

تاریخ کا طویل ترین سفر اپنے سنگ ہائے میل سے یہی ثابت کرتا ہے اور ہر مسافر کو اس کی خطرناکیوں سے آگاہ بھی ـــــ کہ چلنے والو! اس سفر کو اختیار کرنے سے پہلے غور و فکر کر لینا! نشیب و فراز، طمع و خوف، قید و بند اور موت و زیست کی کشمکش کے تمام مراحل سے گزرنا ہوگا۔

تاریخ کا یہ سفر کہتا ہے کہ تمہارا اٹھنے والا ہر قدم اپنے ساتھ ابتلاء و آزمائش لائے گا، مگر تاریخ یہ بھی بتاتی ہے کہ اس راہ کے مسافر ہر موڑ پر کشاں کشاں چلے۔ نہ انہوں نے تحسین و مرحبا کی صداؤں کی ضرورت محسوس کی اور نہ ہی ابتلاء و آزمائش کے مراحل سے ان کے قدم ڈگمگا سکے۔

آج ذرا اپنے گرد و پیش کو دیکھئے، کراچی سے درۂ خیبر تک، ملاکنڈ، باجوڑ، کشمیر سے بوسنیا اور تاجکستان تک

بھرپور نظر دوڑایئے اپنی ذات سے ہٹ کر اقوامِ عالم کا جائزہ لیجیئے کہ وہ کیا منظر پیش کرتا ہے۔ ہر سُو خون آلود مناظر ہیں۔ جنگ اور صرف جنگ، تباہی اور صرف تباہی، تخریب اور صرف تخریب۔

امن کے لیے جنگ ناگزیر ہے۔ بغیر جنگ کے امن، ذلّت و شکست اور نامرادی کو مقدر کرنا ہے۔ تعمیر کے لیے تخریب لازمی ہے لیکن تعمیر سے صرفِ نظر کر کے تخریب کیے جانا ہولناک تباہی کی طرف بڑھنا ہے اور تعمیر بغیر تخریب کے ایسی بلند و بالا عمارت ہے جس کی بنیاد نہ زمین کے نیچے نہ اُوپر۔

آج پوری دنیا اسی غلط روش کو اپنائے ہوئے ہے ہر فرد اپنے اپنے مسائل کی گٹھڑی اٹھائے اندھا دھند دوڑ رہا ہے کسی سے ٹکراتا ہے، کسی سے الجھتا ہے، کسی پر وار کرتا ہے، کسی کا وار سہتا ہے لیکن نہ منزل کا تعین ہے اور نہ سفر کا زادِ راہ نہ راستہ کا علم ہے۔ ایسے میں سوائے تباہی و بربادی اور مایوسی و لاچاری کے اور کیا ملے گا؟

ملّتِ اسلامیہ پاکستان کی ڈوبتی ناؤ کو اس بھنور سے نکالنے کے لیے منزل کا تعین اور راہرو کی تلاش از بس ضروری ہے۔ اپنے جذبات، جوش و خروش اپنی امیدیں اپنی امنگیں اپنے ولولے اور اپنا جسم و خون ـــــ ان سبھی توانائیوں کو اسلامی تعلیمات، اسلامی ہدایات، اسوۂ حسنہ اور خالصتاً اسلامی سیاسیات کے تابع کرنے کا نام منزل کا تعین اور زادِ راہ ہے۔

سرخ بتیاں خطرے کا الارم کراچی کی حالت زار، مالاکنڈ اور باجوڑ میں شریعت کے متوالے خونِ شہادت سے لالہ زار، سینکڑوں افراد لاپتہ، بیسیوں مکانات مسمار، پنجاب میں فرقہ واریت کی نئی لہر، مساجد میں بموں کے دھماکے، زخمیوں سے بھری ایمبولینسیں لاشوں سے لدے ٹرک اور ٹرالیاں، ہر طرف گولیوں کی تڑاخ پٹاخ، پاکستان کے ایک کونے میں سرکاری فورسز کا تاہنوز جاری آپریشن توپوں کی گھن گرج سے لرزتا ہوا ماحول ـــــ یہ تو وہ صورتِ حال ہے جو پاکستان کے بیشتر افراد اپنے سر کی آنکھوں سے ماضی قریب سے دیکھ رہے ہیں ـــــ اور اس کا دوسرا منظر ریڈیو، ٹیلی ویژن، ڈش انٹینا، ویڈیو کیسٹیں اور اخبارات کے ذریعے عوام و خواص تک پہنچنے والی آنکھوں سے دیکھی جانے والی تصاویر اور ٹیلی ویژن کی شرمناک نشریات اور عریاں مناظر کا ہے جسے کروڑوں پاکستانی بچے، بچیاں اور مرد و خواتین صبح و شام دیکھتے ہیں۔

تیسرا پہلو یہ ہے کہ مقبوضہ کشمیر، تاجکستان، بھارت، فلسطین، بوسنیا اور کراچی کے المناک اور اندوہناک مناظر نے اعصابی تناؤ اور فکری امراض کے سیلاب بلاخیز نے جوانوں میں فکر و عمل کے سوتوں کو منجمد کر دیا ہے وہ صبح و شام اخبارات میں پڑھتے، ریڈیو سے سنتے اور ٹی وی پر دیکھتے ہیں کہ ہمیں

ہم گزر رہے ہیں کہیں لاشوں کے ٹکڑے بکھرنے کی تفصیلات ہیں اور کہیں ایسی بستیوں کا تذکرہ جو کل آباد تھیں اور آج قبرستان بنی ہوئی ہیں ۔

چوتھا پہلو عالمی نشریات کا یہ ہے کہ بس ابھی ایک بڑا کائناتی تصادم ہونے والا ہے پھر سے کویت عراق سعودی عرب اور امریکی جنگ چھڑنے والی ہے اسرائیل نے تباہی مچا دینی ہے بھارت یلغار کرنے والا ہے کراچی علیحدہ ملک بننے والا ہے امریکی فوجی پاکستان کی سرحد پر پہنچ چکے ہیں پاکستان کو تاراج کرنے والے ہیں روزانہ کے معمول کے چھوٹے تصادموں اور جزئیات اور معمولی واقعات کو سنسنی خیز انقلابات بنا کر ہر لمحہ ایسی صورت موجود اور خطرناک سے خطرناک تر ہوتے چلے جانے کی شکل میں سامنے آ رہی ہے کہ بس ابھی جنگ شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے عالمگیر ایٹمی جنگ کی صورت اختیار کر گئی جس سے دنیا کی موجود بیشتر آبادیاں اور ممالک نیست و نابود ہو جائیں گے ان کے جغرافیے بدل جائیں گے مصنوعات اور تعمیرات ختم ہو جائیں گے اور بہت سی اقوام کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ جائے گا نفسیاتی طور پر ناظرین اس سے متاثر ہوتے ہیں، جذبۂ عمل، کام کی لگن اور آگے بڑھنے کا شوق مجروح ہوتا اور اقدام و مسابقت کی صلاحتیں معدوم ہوتی جا رہی ہیں ۔

یہ سب کچھ بہت دنوں سے ہم اور آپ دیکھ رہے ہیں، سن رہے ہیں اور پڑھ رہے ہیں اور اس پر مجالس میں اور انفرادی ملاقاتوں میں سرراہے، فکرمندی کے انداز سے کچھ گفتگوئیں اور باتیں بھی کر لیتے ہیں ۔ لیکن اس سب کچھ کے باوجود ہماری فکری سوچ و بچار میں، اعمال و کردار میں، اخلاق و عادات میں، سیاسی جوڑ توڑ میں، دوستیوں اور دشمنیوں کے انداز میں کوئی تبدیلی واقع ہو رہی ہے ؟

کیا ہم اور آپ اس طرح بھی سوچتے ہیں کہ مملکتِ عزیز کا آدھا حصہ ہماری نااہلی کی وجہ سے ہم گنوا بیٹھے ہیں، سیاست دانوں کی دھینگا مشتی سے مختصر مختصر مدت میں کتنے سیاسی انقلابات نے ملک کی عزت و وقار، معیشت اور سالمیت کو کتنا کتنا نقصان پہنچایا ہے گزشتہ دو سال سے اہل کراچی پر جو قیامتیں ٹوٹ رہی ہیں اور جس کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے وہ کونسے اعمال بد کا نتیجہ ہے، مالاکنڈ اور باجوڑ میں سینکڑوں محبانِ شریعت کو شہید کر دیا گیا ہے پنجاب فتنہ واریت کے دہانے پر کھڑا ہے آنے والے کل میں کیا کچھ ہوگا ؟ اور ہم اور آپ اس سے کس حد تک متاثر ہوں گے ؟

اگر ہم میں سے کسی نے اس انداز سے سوچا ہے تو ہم کس نتیجہ پر پہنچے ہیں ؟ اور ہمارے فکر و نظر، اعمال و اخلاق، تعلقات و معاملات، مشاغل و دلچسپیوں میں کوئی تبدیلی واقع ہوئی ؟ کیا ہم نے خطرات کے اس

طوفان میں گھرے ہونے کی حالت میں، زمین و آسمان کے خالق و حکمران اور امن و جنگ دونوں پر قدرت رکھنے والے مالک حقیقی اور زندگی و موت پر بلاشرکتِ غیرے، تصرف رکھنے والے آقا سے اپنے تعلق و رویہ پر نظرثانی کی ضرورت محسوس کی؟ اس کی نافرمانی چھوڑ کر، اطاعت اور اس کی حدود شکنی کی بجائے احکام کی پابندی کا رویہ اختیار کیا؟

کیا ہمارے کاروبار میں دیانت، وعدوں کی وفا، لین دین میں سچائی اور عدل کا عنصر بڑھا اور خیانت، بدعہدی، جھوٹ اور ظلم و ناانصافی میں کوئی کمی واقع ہوئی؟

کیا ہم نے خطرات کے بھنور میں، کشتی حیات کو ڈانواں ڈول، دیکھ کر، آپس میں اتفاق، اخلاص، محبت ایک دوسرے سے ہمدردی مصائب و مشکلات پر قابو پانے کے لیے اختلافات کو کم کرنے اور اسلامی اخوت کے رشتے کو مستحکم کرنے کے لیے کچھ کیا؟

اس سب کچھ کا جائزہ لینے کے لیے ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنا ہوگا۔ اپنے کردار و عمل کا محاسبہ کرنا ہوگا۔ انفرادی سطح پر بھی اور اجتماعی نقطۂ نظر سے بھی، پھر محاسبے کے بعد اپنے روز و شب کو اس انداز میں بدلنا ہوگا۔ اور کاروبارِ حیات کو اس نہج پر چلانا ہوگا کہ آنے والے خطرات سے تحفظ کی ضمانت خالق کائنات سے مل سکے اور اس کا فقط ایک ہی طریقہ ہے۔

ادخلوا فی السلم کافۃ۔ (اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ)

یہی نجات کی راہ ہے اور اسی میں رازِ زندگی پنہاں ہے۔ ورنہ ؎

"تمہاری داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں"

افغانستان جو روسی افواج کے انخلاء اور ان کی کٹھ پتلی حکومتوں کے زوال کے بعد سے خانہ جنگی لوٹ مار، خون ریزی غارت گری اور بدامنی کا گہوارہ بن چکا تھا جس کے پس منظر میں بیرونی طاقتوں اور اسلام دشمن قوتوں کے لمبے ہاتھ تھے جہاد اسلامی کے برکات اور ثمرات کی تاراجی اسرائیل، بھارت ماسکو اور واشنگٹن کے اتحاد کا قدر مشترک ہے اصلاحی قوتیں مایوس اور اسلام پسند عناصر دل برداشتہ ہو گئے تھے مگر قدرت کے ہر کام اور تکوینی نظام میں ان کی اپنی حکمتیں اور مصلحتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ بسا اوقات شر میں خیر اور تخریب میں تعمیر کے پہلو نکل آتے ہیں اس باہمی خانہ جنگی میں بھی فاسد مادہ کا ازالہ، اور گندے ناسوروں کی بیخ کنی مقصود تھی مستقبل کے لیے مخلصین و مصلحین ایماندار اور اسلامی قیادت اور منافق و غاصب ظالم و جابر اور درندہ صفت اور مفسد قیادت کے درمیان امتیاز

کرانا مقصود تھا۔ چنانچہ خدائے غالب وحکیم کی قدرت کا ایک منظر اب یہ سامنے آرہا ہے کہ قندھار، ہلمند، قلات اور غزنی جیسے اہم صوبوں میں علماء، مشائخ اور دینی مدارس کے طلبہ شریعت یا شہادت کا پروگرام لے کر میدانِ عمل میں آگئے ہیں۔ ڈیڑھ ماہ کے قلیل عرصہ میں ہیٹروں ڈاکوؤں، غاصبوں، قاتلوں اور رہزنوں کا صفایا کرکے چاروں صوبوں میں مکمل کنٹرول حاصل کرلیا ہے۔ اسلامی عدالتیں، اسلامی نظم ونسق، امن و امان، عدل و انصاف سے معمور رحمت کی ہوائیں چل رہی ہیں۔

جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے قدیم فضلاء، فارغ التحصیل علماء اور اب یہاں پڑھنے والے طلبہ بھی اس میدانِ عمل میں گوئے سعادت کے حصول میں آگے آگے بڑھ رہے ہیں۔ قیام امن اور نفاذِ شریعت کی اس تازہ جہادی مہم میں شریک ہونے والے حقانیہ میں پڑھنے والے طلبہ کے لیے بھی حضرت مہتمم صاحب مدظلہ العالی نے خصوصی مراعات کا اعلان کیا ہے۔

خدا کرے کہ کابل میں برسرِ پیکار گروہ بھی ان کی تقلید کرتے ہوئے قیام امن کے لیے پیش رفت کریں ورنہ یہ چنگاری بھڑکے گی ظلم وستم، جبر واستبداد، قتل وغارت گری، لوٹ مار، حصولِ اقتدار، منافرت اور مفادات کے تمام محلات جلاکر خاکستر کردے گی۔

(عبدالقیوم حقانی)

مسلمانانِ ملت سے اپیل

تمام مسلمانوں، اہلِ دین، اہلِ علم اور زعماءِ قوم سے اپیل ہے کہ ملاکنڈ اور باجوڑ ایجنسی میں جاری نفاذِ شریعت کی جدوجہد میں مجاہدین کی حمایت سرپرستی اور اخلاقی تعاون جاری رکھیں۔ اگر خدانخواستہ نفاذِ شریعت کی یہ تحریک کچل دی گئی تو آیندہ جہاد اور اسلامی انقلاب کا کوئی نام لینے والا نہ رہے گا۔ دین وشریعت اور نفاذِ اسلام کی جدوجہد تمام امت کا مشترکہ پلیٹ فارم ہے تمام مسلمانوں کو اس پر اجتماع واتحاد کی دعوت ہے۔

عبداللہ اظہر : دارالعلوم رحمانیہ درگئی ملاکنڈ ایجنسی۔

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ العالی

ضبط : مولانا عبدالقیوم حقانی

نظامِ اکل و شرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذیؒ کی جامع السنن کے کتاب الاطعمہ کے احادیث کی روشنی میں

بعض پرندوں مرغی، بٹیر، تیتر وغیرہ اور بھنے ہوئے گوشت کا شرعی حکم اور تکیہ لگا کر کھانا کھانے میں نبی کریمؐ کا اسوۂ حسنہ

باب ماجاء فی اکل الدجاج

عن زھدم الجرمی قال دخلت علی ابی موسیٰ وھو یاکل دجاجۃ فقال ادن فکل فانی رائیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکلہ ھذا حدیث حسنٌ

حضرت زَہدَمُ جَرمی سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے گھر گیا وہ مرغی کا گوشت کھا رہے تھے انہوں نے فرمایا میرے نزدیک آؤ اور کھاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسے کھاتے ہوئے دیکھا ہے یہ حدیث حسن ہے۔

دجاج : یہ دُجاج (بالضم) بھی استعمال ہوتا ہے مگر افصح دَجاج بالفتح ہے بالکسر بھی آیا ہے اسم جنس ہے دجاج مرغی (مذکر و مونث) کو کہتے ہیں، آہستہ آہستہ چلنے کی وجہ سے اس کو دجاجۃ کہتے ہیں اور دجاجہ بھی مثلث الدال (دال کی پیش، زبر اور زیر) کے ساتھ آئی ہے۔ مصنف اس کے کھانے کے جواز میں بطور استدلال یہ روایت نقل فرماتے ہیں۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مرغی کا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے

دخلت علی ابی موسیٰ زہدم الجرمیؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے ہاں مہمان ہوا ان کو کھانا کھاتے وقت دیکھا کہ وہ مرغی کا گوشت

تناول فرمارہے ہیں جب مجھے دیکھا تو فرمایا اُدنُ یعنی دسترخوان کے قریب آجائیے اور کھانے میں شریک ہوجائیے یہ دنایدنو دنوا اُدنادۃً سے ہے یعنی قرب کے فعل اور کھانا تناول فرمائیے مرغی کے گوشت سے کراہت یا ناپسندیدگی نہ کیجئے کیونکہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ مرغی کا گوشت تناول فرمایا کرتے تھے اس حدیث سے لحم دجاجہ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا بھی ثابت ہوا اور اس کا استحسان بھی، جب کہ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو حسن صحیح بھی قرار دیا ہے اس حدیث میں اخلاقیات کا ایک سبق بھی ہے کہ جب کوئی دوست یا مہمان کھانا کھاتے وقت حاضر ہوجائے تو اُسے اپنے ساتھ شریک کرلیا جائے اگرچہ کھانا قلیل ہو کہ اجتماعیت میں برکت ہے اور باہمی محبت و مروت اور مودت کا باعث ہے۔

ولانعرفه الا من حديث زهدم یعنی یہ روایت جتنے بھی طرق سے آئی ہے سب طرق زہدم پر منتہی ہوتے ہیں۔

والبو العوام، متن میں ابوالعوام آیا یہ قتادہ کے شاگرد ہیں مصنف نے ان کا نام بتادیا کہ وہ عمران القطان ہیں۔

مرغی سے نفرت کرنے والے شخص کو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کی ترغیب کی تفصیل

وفی الحدیث کلام اکثر من ھذا — روایت میں اس سے بھی بڑھ کر بات ہے اور وہ یہ کہ یہ روایت دوسری جگہ یعنی شمائل ترمذی میں تفصیل سے نقل کی گئی ہے وہ یوں ہے کہ۔

سفیان عن ایوب عن ابی قلابہ عن زھدم الجرمی قال کنا عند ابی موسیٰ فاتی بلحم دجاج فتنحیٰ رجل من القوم زہدم کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے پاس تھا ان کے پاس کھانے میں مرغی کا گوشت لایا گیا مگر مجمع میں سے ایک شخص پیچھے ہٹ گیا گویا اسے مرغی کا گوشت کھانا پسند نہ تھا شمائل ترمذی کی ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ شخص قبیلہ بنو تیم اللہ کا تھا جس کا رنگ سرخ تھا اور بظاہر آزاد شدہ غلام معلوم ہوتا تھا۔

بعض لوگوں کی مرغی کے گوشت میں عدم دلچسپی کی وجہ یہ ہے کہ وہ قاذورات کھاتی ہے اور گندگی کے ڈھیروں پر رہتی ہے اگر اس کا یہ معمول ہمیشہ کا ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو غلاظت اور نجاست سے روک دے فتنحیٰ رجل میں بھی اس آدمی کا مرغی کے گوشت سے اعراض کی وجہ یہی ہے کہ اس نے اسے قاذورات کے کھانے کی وجہ سے باعث اعراض قرار دیا ہوگا۔

فقال مالک قال انی رأیتھا تاکل شیئاً نتناً جواب میں اس نے کہا کہ میں نے اسے ایک بدبودار چیز اور گندگی کھاتے ہوئے دیکھا تھا۔

فحلفت ان لا آکلھا میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اس کا گوشت نہیں کھاؤں گا۔

فقال ادنُ انی رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یاکل لحم دجاج حضرت ابوموسیٰؓ نے فرمایا کہ آؤ اور بے تکلف کھاؤ، میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو مرغی کا گوشت کھاتے دیکھا تھا کہ مرغی کا گوشت کھایا کرتے تھے۔ لہٰذا آپ اس سے اعراض یا نفرت نہ کریں۔ لہٰذا آپ حلف نہ اٹھایا کریں مباح شرعی کی تحریم نہیں کرنی چاہیئے لہٰذا قسم تو توڑ دینی چاہیئے اور اس کا کفارہ دینا چاہیئے قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم۔ الغرض مرغی جمہور کے نزدیک حلال اور جائز ہے البتہ جلالہ کو علماء نے مکروہ قرار دیا ہے جیسا کہ گذشتہ باب میں تفصیل سے عرض کر دیا تھا۔ بخاری شریف میں اس کی مزید بھی وضاحت آئی ہے کہ حلال چیز سے قسم کھانے کا حکم کیا ہوگا؟ شمائل ص۱۱ باب ماجاء فی صفۃ ادام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی ایک تفصیلی روایت منقول ہے۔

مرغی کے گوشت کے فوائد مرغی کا گوشت حار بھی ہے رطب بھی ہے سریع الہضم بھی ہے دماغ عقل اعضاء رئیسہ کے لیے نافع ہے۔ اچھے اخلاط پیدا کرتا ہے بعض حضرات نے یہ بھی لکھا ہے کہ مرغی کے گوشت کے استعمال سے آواز میں بھی صفائی آتی ہے اور رنگ میں خوشحالی آتی ہے۔ موجودہ دور میں مشینی فارسی مرغیاں، خدا جانے ان میں یہ خاصیات اور منافع ہوں گے یا نہیں، کہ ان کی پرورش و پرداخت کے طریقے جدا ہیں اس لیے میں مذاقاً فارم کی مرغی کو حرامی اور دیسی مرغی کو حلالی کہا کرتا ہوں

باب ماجاء فی اکل الحباری

عن ابراھیم بن عمر بن سفینۃ عن جدہ قال اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحم حباری۔

حضرت سفینہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حباری کا گوشت کھایا ہے۔

حباری یعنی تیتر بٹیر وغیرہ کا شرعی حکم حباری بھی پرندے کا نام ہے تیتر بٹیر اور اس نوعیت کے پرندے کو حباری کہتے ہیں بعض نے اسے سرخاب کہا بعض

نے چکا چکوئی کا نام بتایا ہے اسے فارسی میں ہوبرہ بھی کہتے ہیں شوات اور شوال کے نام بھی منقول ہوتے ہیں۔ یونانی اسے غلوفس کہتے ہیں ۔ ترکی میں عذری اور ہندی میں چیرز کہتے ہیں۔ بہرحال یہ ایک جنگلی پرندہ ہے حباری اسم جنس ہے اس کا اطلاق مذکر و مونث دونوں پر ہوتا ہے جمع اور واحد کے لیے بھی یکساں ہے۔

کتاب الحیوان میں ہے کہ اس کا رنگ مٹی کی طرح گردن بڑی پاؤں بڑے ہوتے ہیں ۔ کبیر العنق رمادی اللون ہے اس کی منقار (چونچ) میں قدرے طول بھی ہے، اس کی اڑان بہت تیز ہے، بطخ اور مرغی کے درمیان درمیان اس کے گوشت کی لذت ہے

حباری کے فوائد وخاصیات اس کا گوشت معتدل اور متوسط ہوتا ہے نہ تو مرغ کی طرح زود ہضم اور نہ بطخ کی طرح دیرہضم اس کی تاثیر گرم وتر ہے حکماء نے حبس ریح کے لیے مفید اور وجع مفاصل اور وجع تولنج کے لیے نقصان دہ قرار دیا ہے ۔ اس میں حماقتیں بھی زیادہ ہیں اگر اس کے بال نوچ لیے جائیں تو اس غم سے مرجاتا ہے، اڑنے میں بہت تیز ہے اور سنگلاخ علاقوں میں پایا جاتا ہے ۔ اس کے پیٹ میں ایک ایسا پتھر یا موتی بھی ہوتا ہے کہ اگر کثیر الاحتلام شخص وہ پتھر اپنے پاس رکھے تو کثرت احتلام سے بچا رہے گا بعض نے کہا ہے کہ وہ قیمتی موتی ہوتا ہے اگر وہ خارج ہو جائے تو وہ خود اپنے تمام پروں کو اکھیڑ دیتا ہے اور یہی اس کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے ۔

قال اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لحم حباری ۔ سفینہ رض کہتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بٹیر یا تیتر یا سرخاب کا گوشت کھایا تھا۔

سفینہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولی کا لقب تھا محدثین نے لکھا ہے کہ اس کو سفینہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ سفر میں بہت سارا سامان اپنے اوپر لاد کر چل پڑتے تھے

وابراهیم بن عمر بن سفینة روی عنہ ابن ابی فدیک ویقول بریہ بن عمر بن سفینہ یعنی ان سے ابن ابی فدیک کی بھی روایت ہے ابراہیم بن عمر بن سفینہ کو بریہ بھی کہتے ہیں یہ ابراہیم کے نام میں ترخیم ہے بریہ بنا دیا گیا ہے اور بعض نے کہا یہ ابراہیم کی تصغیر ہے

بہرحال حدیث باب سے یہ ثابت ہوا کہ حباری کا گوشت کھانا حلال ہے ۔

باب ماجاء فی اکل الشواء

ان ام سلمة رض اخبرته انها قربت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنباً مشویاً فاکل منہ ثم قام الی الصلواة وما توضاء

حضرت ام سلمہ رضؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے بھنا ہوا گوشت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا آپؐ نے اس میں سے کھایا پھر نماز کے لیے اٹھے اور وضو نہیں کیا ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھونا ہوا گوشت بھی تناول فرماتے تھے

شواء شوی یشوی سے ہے ش کی زیر اور پیش دونوں کے ساتھ منقول ہے عرب کہتے ہیں شوی اللحم شیئاً ۔ بھونے ہوئے گوشت کو کہتے ہیں گوشت بھون کر کھانا عرب کے روایات میں ہے اور یہ چیز آج تک چلی آرہی ہے افغانستان، ترکستان، سرحد و بلوچستان کے علاقوں میں بکری اور دنبے کے گوشت کو بڑے اہتمام سے بھونا جاتا ہے ۔ یہ وہی شواء ہے مقامات حریری میں ہے ۔ وشواء وجبر د ونجیدہ ۔

قرآن میں بھی یشوی الوجوہ آیا ہے ۔

حدیث باب سے یہ معلوم ہوا کہ بھونا ہوا گوشت (چاہے وہ انگاروں پر بھونا گیا ہو یا لوہے کی سلاخوں پر یا کسی دوسرے طریقے سے) کا کھانا جائز ہے ۔

گوشت بھی اللہ کی ایک نعمت ہے اور خدا کی نعمتیں کھانا اور استعمال کرنا جس طرح کہ اسلامی تعلیمات میں آیا ہے جائز ہے ۔ جنباً مشویا ۔ جنب سے مراد ران ہے ۔

آگ پر پکائی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا

ثم قام للصلوٰۃ وما توضأ در اصل راوی یہ حدیث اس لیے بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مامست النار (یعنی جس چیز کو آگ پر پکایا جائے اس کے کھانے کے بعد وضو نہیں ہے ۔ بشرطیکہ پہلے سے وضو ہو ۔ خلفاء راشدین ائمہ اربعہ اور جمہور کا یہی مسلک ہے کہ آگ پر پکائی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ روایت جمہور کا مستدل ہے باقی رہی یہ بات کہ بعض روایات میں مامست النار کے استعمال سے وضو کرنا ثابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تمام روایات منسوخ ہیں یا مؤوّل مگر زیادہ بہتر توجیہ تطبیق و توفیق کی ہے کہ وضو سے مراد وضو لغوی ہے اصطلاحی نہیں یعنی جن روایات میں مامست النار سے وضوء کا ذکر آیا ہے مراد یہ ہے کہ ہاتھ دھویا کرتے تھے اور کلی فرمایا کرتے تھے دسومت یعنی چکنائی وغیرہ کا ازالہ مقصود تھا ۔

باب ما جاء فی کراھیۃ الاکل متکئاً

عن ابی جحیفۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما انا فلا آکل متکئاً۔

حضرت ابوجحیفہ رضؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو ٹیک لگاکر نہیں کھاتا۔

تکیہ لگاکر کھانا متکبرین کی عادت ہے تکبر شرعاً مذموم اور اخلاقاً قابل نفرت چیز ہے شریعت اسلامیہ بھی ہر وہ عمل اخلاق اور کردار جس سے تکبر جھلکتا ہو پسند نہیں کرتی کہ یہ ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے، جس طرح خدا تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ عبادات واطاعت کے ساتھ ادا کیا جاتا ہے

اسی طرح اقوال اور ہیئات واعمال سے بھی شکریہ، تواضع اور عبدیت کا حکم دیا گیا ہے یہ بڑے بڑے سرمایہ دار اور سیٹھ اور حکمران جو بڑے بڑے گاؤتکیوں کے سہارے بیٹھے ہوتے ہیں اور تکیوں ہی کے سہارے کھانا کھاتے ہیں۔ یہ طریقہ متکبرین کا ہے۔

تکیہ لگاکر کھانے کی چار صورتیں دوسری بات یہ کہ جو ہیئت تکثیر اکل (زیادہ کھانے) کا باعث بنتی ہے شریعت اسے بھی پسند نہیں کرتی رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تکیہ لگاکر اور اسی کے سہارے بیٹھ کر کھانا پسند نہیں فرماتے تھے ہر وہ ہیئت جو متمکناً فی الجلوس فی حالۃ التربع (یعنی کھانے کے لیے بیٹھے ہوئے تکیہ اور آلتی پالتی کی صورت ہرگز اچھا طریقہ نہیں، گاؤتکیہ کی صورت بھی مذموم ہے دیوار کے ساتھ پشت کا تکیہ بھی درست نہیں یہ تمام صورتیں عندالاکل منھی عنہ (کھانے کے وقت ممنوع) ہیں

بہرحال ٹیک لگاکر کھانے کی یہ چار صورتیں ہیں ایک یہ کہ دائیں یا بائیں پہلو کو دیوار یا تکیہ وغیرہ پر بطور سہارے کے لگائے دوسرے یہ کہ ہتھیلی زمین پر لگائے اور اس سے سہارا لے تیسرا یہ کہ چوکڑی کرے یعنی چار زانو کسی گدے وغیرہ پر بیٹھے چوتھا یہ کہ کمر کو گاؤتکیہ یا دیوار سے لگائے علماء نے چاروں صورتوں کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔

فلا آکل متکئا ۔ یعنی مجھے متکبرین کی طرح کھانا پسند نہیں بلکہ آکل کما یا کل العبد میں بندے طرح کی کھانا کھاتا ہوں ، تمہیں بھی چاہیئے کہ میری پیروی کرو اور میری اتباع کرو حضور صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اپنا ذکر بھی اس لیے فرماتے ہیں کہ میری اتباع کرو۔

تکیہ لگا کر کھانے کی مضرتیں

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ تکیہ لگا کر کھانا کھانے سے پیٹ بڑھ جاتا ہے اور نظام ہضم بھی کمزور ہو جاتا ہے کیونکہ ان صورتوں میں وہ بدن میں اپنی جگہ پر ٹھیک نہیں پہنچتا جو طبیعت پر گراں ہو جاتا ہے اور اسی سے سوء ہضم کی شکایت پیدا ہو جاتی ہے ۔

کھانا کھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کھانے وقت کھانے کی طرف قدرے جھک کر اور متوجہ ہو کر بیٹھا جائے یا تو دو زانو ہو یا اقعار کی صورت ہو یعنی دونوں کولہے ٹیک دے اور دونوں زانو کھڑے کر دے یا دونوں پاؤں پر بیٹھے یا دایاں زانو کھڑا کر دے اور بائیں زانو پر بیٹھ جائے ، اس طرح کھانا بھی کم کھایا جاتا ہے ۔

قارئین سے گذارش

خط و کتابت کے وقت اپنا خریداری / اعزازی تبادلہ نمبر ضرور لکھیں ۔ ورنہ ادارہ جواب دینے سے معذور ہو گا ۔

ہمدرد کا نصب العین تعمیر صحت ہے۔ بیماریوں سے پاک تندرست معاشرے کے قیام کے لیے ہمدرد نے ہمیشہ اپنی جدوجہد جاری رکھی ہے۔ آج بھی، جب غذا میں عدم توازن اور فضا میں آلودگی کے باعث انسان کی قوتِ مدافعت متاثر ہو رہی ہے اور زندگی کی تیز رفتاری کے سبب جسمانی توانائی میں کمی کی شکایت عام ہے، ہمدرد اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے توانائی فوراً حاصل کرنے کے لیے نباتی و معدنی مرکب سنکارا پیش کرتا ہے۔

سنکارا صحت بخش مجرب جڑی بوٹیوں اور منتخب معدنی اجزا سے تیار کیا جاتا ہے۔ یہ ایک نہایت موثر نباتی و معدنی مرکب ہے جو تیزی سے توانائی بحال کرتا ہے اور صحت برقرار رکھتا ہے۔

حضرۃ مولانا پروفیسر محمد اشرف پشاور یونیورسٹی

سید الطائفہ مولانا سید سلیمان ندوی کا نظریہ دعوت و تبلیغ

۲

دین کی یہ تبلیغ و دعوت بھی جو سراسر علمی طریق ہے ۔ جہاد کی ایک قسم ہے ۔ اور اسی طریقہ دعوت کا نام "جہاد بالقرآن" ہے ۔ کہ قرآن خود اپنی آپ دلیل، اپنی آپ موعظت اور اپنے لیے آپ مناظرہ ہے ۔ قرآن کے ایک سچے عالم کو قرآن کی صداقت اور سچائی کے لیے قرآن سے باہر کی کسی چیز کی ضرورت نہیں ۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روحانی جہاد یعنی روحانی بیماریوں کی فوجوں کو شکست دینے کے لیے اس قرآن کی تلوار ہاتھ میں دی گئی ۔ اور اسی سے کفار و منافقین کے شکوک و شبہات کے پردے کو ہزیمت دینے کا حکم دیا گیا، ارشاد ہوا ۔

فَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهٖ جِهَادًا كَبِيْرًا (فرقان - ۵)

تو کافروں کا کہنا نہ مان اور بذریعہ قرآن کے توان سے جہاد کر، بڑا جہاد،

"بذریعہ قرآن کے جہاد کر یعنی قرآن کے ذریعہ سے توان کا مقابلہ کر" اس قرآنی جہاد و مقابلہ کو اللہ تعالیٰ نے جہاد کبیر "بڑا جہاد" اور بڑے زور کا مقابلہ فرمایا ہے ۔ اس سے اندازہ ہوگا ۔ کہ اس جہاد بالعلم کی اہمیت قرآن کی نظر میں کتنی ہے ۔ علما نے بھی اس اہمیت کو محسوس کیا ہے ۔ اور اس کو جہاد کا مہتم بالشان درجہ قرار دیا ہے ۔ امام ابوبکر رازی حنفیؒ نے احکام القرآن میں اس پر لطیف بحث کی ہے ۔ اور لکھا ہے ۔ کہ جہاد بالعلم کا درجہ جہاد بالنفس اور جہاد بالمال دونوں سے بڑھ کر ہے ۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے ۔ کہ حق کی حمایت اور دین کی نصرت کے لیے عقل، فہم، علم اور بصیرت حاصل کرے اور ان کو اس راہ میں صرف کرے، اور وہ تمام علوم جو اس راہ میں کام آسکتے ہوں ۔ ان کو اس لیے حاصل کرے کہ ان سے حق کی اشاعت اور دین کی مدافعت کا فریضہ انجام پائے گا ۔ یہ علم کا جہاد ہے جو اہل علم پر فرض ہے ۔

"جہاد بالعلم، اور دین کی تعلیم و تبلیغ کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے ۔ کہ مسلمان دین کے لیے اپنی جان و مال اور استعدادوں کو اس راہ میں صرف کریں ۔"

ایک مرتبہ دین سے مسلمانوں کی موجودہ غفلت اور دینی تعلیم و تبلیغ سے لاپرواہی اور صاحب بصیرت و عزیمت علماء اور خادمان دین کی کمی کا تذکرہ کرتے ہوئے حسرت سے فرمایا ۔

"جہاں ہزاروں کالج اور اسکول ہیں، وہاں عربی کے مدارس قلیل ہیں ۔ پھر ان کی مالی حالت کیا ہے

جب اس کا رواج تھا، ہزاروں پڑھتے تھے اور ذہانت و دیانت کی بناپر پچاسوں کام کے نکلتے تھے۔ اب ان مدارس میں جاتے ہی کتنے ہیں۔ تمام بڑے بڑے خاندان جن میں صلاحیت ہے۔ انگریزی پڑھ رہے ہیں۔ اور دینی تعلیم سے پوری غفلت برت رہے ہیں۔ عام طور سے لوگوں نے اپنی زندگی کا مقصد ہی منصب اور ملازمت بنا رکھا ہے، غیر اقوام میں مالدار خاندانوں کے لوگ اعلیٰ تعلیم پانے کے بعد مشنری کا کام شروع کردیتے ہیں۔ اور اسے تبلیغ مسیحیت کا ذریعہ بناتے ہیں، کوئی مسلمان ڈاکٹر ہے جو ملت کی سرسبزی کے لیے اپنے کو صرف کررہا ہو۔" ہمیں تو ایسے اشخاص کی ضرورت ہے، کہ اعلیٰ تعلیم پانے کے باوجود دین کی خدمت کے لیے اپنے کو وقف کرسکیں۔"

ایک سفر کے دوران میں کچھ اٹالین مشنری ہم سفر ہوگئے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ان سے رومن کیتھولک عقائد کے متعلق بات چیت کرتے رہے۔ بعد میں مجھ سے فرمایا "یہ مشنری روما سے پنجاب میں مسیحیت کی تبلیغ کرنے کے لیے آتے ہیں اور پنجابی زبان سیکھی، ہم میں سے کوئی ہے، کہ اطالوی زبان سیکھی ہو۔ اور وہاں اسلام کی دعوت دینے کے لیے گیا ہو۔"

اپنے عزیز و محبوب شاگرد مولانا مسعود عالم ندوی مرحوم کو لکھتے ہیں۔

"آپ کے ذاتی حالات اور ارادے معلوم نہیں، میری آرزو سوائے اس کے کچھ نہیں ہے۔ کہ یہ ہیچمدان اپنے مخصوصین اور محبین کو دین کی طلب اور خدمت دین میں مصروف دیکھے۔ آپ نے جو باتیں لکھی ہیں، ان سب سے فائدہ کی امید ہے ۔۔۔ میں [illegible] عمر کی آخری منزل میں سمجھتا ہوں ساٹھ سے جو اوپر ہوا ہے اس کی عمر کا پیالہ لبریز ہی سمجھیے۔ اگر کوئی مسلمان کا سرمایہ ہے تو آپ جیسے چند محبین کا وجود ہے۔ استاذ مرحوم نے اگر دو تین یادگاریں چھوڑیں جنہوں نے ان کے کاموں کو چلایا۔ تو مجھ جیسے ننگِ سلف کے بعد بھی کچھ خدام دین و ملت باقی ہیں کہ وَالْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا" کا مژدہ تقویت روح کا باعث ہو۔ سلف کی راہ سے سرمو تجاوز نہ ہو، یہی اپنی وصیت ہے۔ اور یہی زندگی کی آخری فرمائش۔"

حضرت سیدی قدس سرہ کے ایک خادم کو اللہ تعالیٰ نے تبلیغی جماعت کے ساتھ کچھ وقت تبلیغ و دعوت میں صرف کرنے اور پیدل سفر کرنے کی سعادت بخشی، حضرت کو معلوم ہوا تو گرامی نامہ میں تحریر فرمایا۔

"مبارک ہو کہ آپ نے دین کی خدمت کے لیے اپنے پاؤں کو گرد آلود کیا۔

ایک عمر رہتے ہیں عاشق بدنام کہیں — دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں

دوسرے موقع پر فرمایا: "جوان ہوتا، تو میں بھی ان پیدل سفروں میں شریک ہوتا، پیدل کے دینی قافلوں کی مشابہت و نسبت صحابہ کرام سے ہے۔" (اوکما قال)

یہی صاحب جب ایک دوسری جماعت کو رخصت کرنے گئے، جو حج کے لیے پیدل جا رہی تھی اور خدمت اقدس میں دیر سے آنے کی وجہ اس جماعت کی مشایعت بیان کی تو ارشاد فرمایا۔ میرا ایک شعر ہے۔ ؎

کچھ تو ہمرنگیٔ مستاں بھی ہے حاصل لیکن جو شش و لغزش رفتار کہاں سے لاؤں

اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے، جو قدم اللہ تبارک تعالیٰ کے لیے اٹھائے جاتے ہیں۔ ان پر ثواب ہے حدیث میں ثواب آیا ہے، ان کا ماخذ قرآن ہے۔

مَا کَانَ لِاَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ .... اِلیٰ ..... وَلَا یُنْفِقُوْنَ نَفَقَۃً صَغِیْرَۃً وَّلَا کَبِیْرَۃً وَّلَا یَقْطَعُوْنَ وَادِیاً اِلَّا کُتِبَ لَھُمْ لِیَجْزِیَھُمُ اللّٰہُ اَحْسَنَ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ (التوبہ۔ ۱۵) اور وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِراً اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ (نسا۔ ۱۴)

حضرت سید الملۃؒ کی تمام عمر دینی خدمت میں گذری، اس شہید علم و دین کے تبلیغی جذبہ کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار تھے۔ تنفس کا شدید عارضہ تھا، ڈاکٹروں نے چلنے پھرنے کی ممانعت کر رکھی، اسی دوران میں تبلیغی حضرات کا ایک اجتماع لائلپور میں منعقد ہونے والا تھا، حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تبلیغی حضرات نے راقم کے ذریعے اجتماع میں شرکت کی درخواست کی، فرمایا۔ آپ کو معلوم ہے، میں تو بیمار ہوں، اس بنا پر انہیں میری معذوری کی اطلاع کر دیجئے، لیکن کچھ دیر بعد خود ہی برادرم سید سلمان سلمہٗ کو فرمایا کہ میرے سفر کا سامان درست کیجئے۔ اور راقم سے مخاطب ہو کر فرمایا "وہ اپنے لیے تھوڑا ہی بلا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے دین کی دعوت ہے۔ اس لیے انکار نہیں کر سکتا، اور اسی بیماری اور ضعف کی حالت میں اسلام کا یہ جواں ہمت سپاہی دین کی خدمت کے لیے آمادہ سفر ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔ اسی سفر کے دوران میں تبلیغی جماعتوں کو رخصت کرتے وقت آنکھیں اشکبار تھیں اور زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

"اے اللہ جس طرح تو نے اس امت کے پہلے حصے سے (دین کی خدمت کا) کام لیا۔ اسی پچھلے حصے سے بھی کام لے لے۔ اور ہمیں ضائع نہ فرما۔"

کراچی سے ایک تبلیغی جماعت تبلیغ و حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے پیدل روانہ ہوئی، حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ان غرباء کے قافلہ کو بڑی رقت آمیز دعاء کے ساتھ رخصت فرمایا۔ اور بعد میں ان کے امیر کو یہ خط لکھا۔

کراچی۔ ۵ ۱۴ جنوری ۱۹۵۲ء۔

بخدمت مکرمی جناب میاں جی عادل صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ آپ لوگوں کے حالات معلوم ہوتے رہتے ہیں، دل سے دعاء کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے رفقاء کو اتباع مرضیات کی توفیق عنایت فرماویں۔ اور بخیریت منزل مقصود تک پہنچائیں، آپ لوگ اس وقت بفضلہ تعالیٰ ایک بڑے مقصد کے لیے سفر کر رہے ہیں۔ اس راہ کا توشہ اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اور باہم ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک اور مسلمانوں پر شفقت ہے۔ آپ لوگ اس وقت اسلام کے پیغامبر اور قاصد اور اللہ تعالیٰ کے داعی ہو کر نکلے ہیں۔ سلامتی اور محبت کا یہ پیغام مسلمانوں میں پھیلاتے ہوئے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام سے مسلمانوں کا دل بڑھاتے اپنے راستے کو طے کریں، ذکر و شکر الٰہی ہر وقت جاری رہے۔ میری اور سب کی طرف سے سب کو سلام مسنون پہنچائیں۔ والسلام۔ سید سلیمان ندوی

حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی جماعت میں اپنے متوسلین کی شرکت مستحسن سمجھتے تھے، ایک طالب جنہیں حضرت کی رائے اس سلسلہ میں معلوم نہ تھی، اپنے علاقے کی جماعتوں کے امیر الامراء بنا دیئے گئے۔ ان کے استفسار پر حضرت والاؒ نے ارقام فرمایا۔

"جی ہاں اس جماعت سے میرا قدیم سے تعلق ہے۔ وہاں (ہندوستان میں) بھی تھا اور یہاں (پاکستان میں) بھی ہے۔ آپ کو کوفت اور پس و پیش لفظ امیر الامراء کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے ہے کہ آپ اس کو عہدہ اور منصب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ فرائض کی بجا آوری اور خدمات کی چیز ہے، آپ امیر الامرا کو خادم الخدام کے معنوں میں سمجھیں تو کوفت لفظوں سے نہ ہوگی، اس صورت میں فرائض کے بار عظیم سے گھبراہٹ ہو سکتی ہے، اور وہ بجا ہے۔ مگر اس سے کبر و غرور کا شائبہ پیدا نہ ہوگا۔ اگر آپ خلوص اور تواضع کے ساتھ اس جماعت کی خدمت انجام دے سکیں تو قبول کر لیں....." اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی میں برکت دیں۔ اس تبلیغی سلسلہ میں صرف ایک احتیاطی تنبیہ کی ضرورت ہے۔ اور وہ یہ کہ غیر کی اصلاح سے پہلے اپنی اصلاح پر نظر رہے۔ اور غیر کی اصلاح کی فکر بھی اپنی ہی اصلاح اور حصول اجر کی خاطر ہو، تفوق اور دینی

بڑائی کا خیال بھی نہ آئے ۔"

ایک اور طالب نے پوچھا مولانا الیاسؒ اور ان کی جماعت کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے، تحریر فرمایا۔ اچھی رائے ہے ۔"

ایک صاحب نے لکھا "الحمد للہ تبلیغی جماعت کے ساتھ کچھ نہ کچھ وقت گذار دیتا ہوں" اس کے جواب میں ارقام فرمایا "نیک لوگوں کی صحبت بہت مفید ہے ۔

ایک دوسرے طالب نے لکھا کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنے اور اصلاح کی نیت سے مولانا الیاس کاندھلوی کی مبلغین کی جماعتوں کے ساتھ جاتا ہوں" جواباً تحریر فرمایا ۔ اس صحبت کو جاری رکھیے ۔

دوسرے خط میں ان ہی کو ارقام فرمایا "آپ جماعت کے ساتھ کام تو کریں ۔ مگر نظر اپنے اوپر ہو۔ اور اپنی درستی کی نیت ہو ۔"

حضرت مولانا ابو الحسن علی صاحب ندوی کو اس سلسلہ تبلیغ کے متعلق تحریر فرمایا ۔

"اب ضرورت ندوہ کی روح کی تربیت اور نشوونما کے کام پر غور کرنے کی ہے ۔ جس کے لیے آپ کی موجودگی کی سخت حاجت ہے ..... ، مدرسہ لکھنؤ اور اودھ کی اہمیت ابھی پوری طرح شاید سمجھی نہیں گئی جمعرات والی جماعت کا سلسلہ بند ہے ، اور اطراف میں وفود کا کام التوا میں ہے ، طلبہ میں اسی وجہ سے دینی تبلیغی روح کے اضمحلال کا اندیشہ ہے ۔ خصوصاً موجودہ سیاسی انتشار میں ان کو کسی دینی کام میں نہ لگائے رکھا گیا ، تو ڈر ہے کہ دماغ کسی اور طرف متوجہ ہو جائیں ۔ امید ہے کہ اس کی اہمیت پوری طرح آپ سمجھتے ہیں ۔"

دوسرے گرامی نامہ میں انہیں کو ارقام فرماتے ہیں ۔

"میری شرکت کو جو جماعت تبلیغ کے کاموں میں حجاز میں (رہوئی) آپ صاحبوں نے بڑی اہمیت دی، مولانا یوسف صاحب اور مولانا ذکریا صاحب تک نے اس کے لیے شکریئے ادا کیے اور دعائیں دیں، دعائیں تو ٹھیک ہیں کہ میں ان کا محتاج ہوں ۔ مگر شکریہ کس بات کا، کوئی نماز پڑھے تو اس کا شکریہ ادا کیا جائے گا یہ میں نے اس لیے لکھا کہ بعض لوگوں نے ایسا کیا ہے ۔"

برادر طریق مولوی غلام محمد صاحب نے حیدر آباد میں اپنے محلہ میں حضرت مولانا محمد الیاس رحمہ اللہ تعالیٰ کے طرز پر تبلیغی کام کا آغاز فرمایا ۔ اور حضرت والا قدس سرہٗ کو اطلاع دی اور استقامت کی دعاء کی درخواست کرتے ہوئے یہ بھی تحریر فرمایا کہ

"متذکرہ کام میں تفہیم و تقریر کے لیے احقر کو مجبور کیا جاتا ہے ..... احقر کا رجحان تو تبشیر سے زیادہ تنذیر

کی طرف مائل ہے۔ مگر فی زمانہ کس پہلو کو غالب رکھنا اولی ہے؟ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ نے جواباً ارقام فرمایا

"ضرورت اسی کی ہے۔ کہ سیاست سے بے پروا ہو کر دین کی خدمت میں مصروف ہوا جائے۔ اخلاص کے ساتھ اس کام کو جاری رکھیں۔ اور کبھی اس میں اپنے اندر استکبار اور دوسروں کے باب میں استحقار نہ آنے دیں۔ اگر ایسا ہونے لگے تو کچھ دن کام چھوڑ دیا جائے۔"

تبشیر و تنذیر کے متعلق سوال کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے "کچھ حرج نہیں مگر ان اجری الا علی اللہ کے سوا کوئی دوسرا مقصد پیش نظر نہ ہو۔ تبشیر اور انذار کا کلیہ قاعدہ کوئی نہیں۔ اشخاص زیر دعوت کے حالات پر منحصر ہے۔ بہرحال تبشیر کو ترجیح ہے۔" (تذکرہ سلیمان ص۵۵، ۵۸)

ایک دوسرے گرامی نامہ میں برادر موصوف ہی کو تحریر فرماتے ہیں۔

"پچھلے خطوں کو جو آپ کے پاس ہوں۔ تو دوبارہ پڑھیں۔ مکی زندگی سے پہلے مدنی زندگی بہ مشکل کامیاب ہو سکتی ہے۔ اور پچھلے فرسودہ نظام زندگی کی بنیاد پر تجدید کی دیواریں کھڑی نہیں ہو سکتی ہیں۔ خود مسلمان بننا دوسرے مسلمانوں کو مسلمان بننے کی دعوت دینا وقت کی اہم پکار ہے۔ اور اس فرض کو نفرت کی بجائے محبت کے جذبہ سے انجام دینا سب سے اہم ہے۔ جس کے سامنے آپ دعوت پیش کرتے ہیں۔ اس پر شفقت اور اس سے محبت دعوت کا محرک ہو تب ہی وہ کامیاب ہو سکتی ہے جیسا کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت میں ہے۔ اور قرآن کریم بھی اس کی شہادت دیتا ہے۔

لا تحزن، لا یحزنک قولھم اور ولا تک فی ضیق مما یمکرون اور عزیز علیہ ما عنتم وغیرہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ منشائے دعوت شفقت پر کفار تھی۔ کہ داعی اور مدعو نہ ملیں گے اور ایک کو دوسرے سے دلی لگاؤ پیدا نہ ہوگا۔ تو ایک دل سے دوسرے دل کی طرف تاثیر منتقل نہیں ہو سکتی۔"

(تذکرہ سلیمان ص۵۷)

دینی دعوت کے مختلف طریقے

تاہم حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ کی وسعت نظر، باریک بینی وجامعیت دینی خدمت اور تبلیغ و دعوت کو کسی ایک خاص طرز میں منحصر نہیں سمجھتی تھی فرماتے تھے۔ "دین کی خدمت کی راہیں مختلف ہو سکتی ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ اخلاص ہو اور سلف کی راہ سے سرمو تجاوز نہ ہو، گو قدیم جوہر کی بقا کے ساتھ جدید نقش و نگار سے پرہیز نہیں لیکن اگر یہ جدید نقش و نگار اصل قدیم جوہر کو فنا کر دے تو اس نقش و نگار سے بے نقش ہی رہنا اچھا ہے فرماتے تھے۔ یہی اپنی وصیت ہے اور یہی زندگی کی آخری فرمائش۔

چنانچہ ارقام فرماتے ہیں۔..... "رجوع الی الاسلام کی بعض تحریکیں اس وقت قائم ہیں اور جس طرح

(بقیہ ص۳۴ پر)

جناب ضیاالدین لاہوری

سرسید کی انگریز نواز حکمتِ عملی

سرسید احمد خاں کی انگریز نواز حکمت عملی کو ان کے پرستار "وقتی مصلحت" یا اس عہد کے حالات کے تناظر میں وقت کا تقاضا" قرار دیتے ہیں۔ ان کے مطابق سرسید نے یہ حکمت عملی جنگِ آزادی ۱۸۵۷ء کی ناکامی پر مسلمانوں کی حالتِ زار سے متاثر ہو کر اپنائی کیونکہ اس وقت قوم کو انگریزوں کے انتقامی غیظ و غضب سے بچانے کا یہی واحد راستہ تھا۔ اس امر کے تجزیے کے لیے ہمیں ذرا پیچھے مڑ کر دیکھنا ہوگا۔ سرسید کے تذکروں میں ان کا جنگِ آزادی کے بعد قوم کی حمایت میں کمربستہ ہونے کا ذکر تو ملتا ہے مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ خاص اس جنگ کے دوران میں ان کا قومی کردار کیا رہا۔ نہ بتانے کی بھی کوئی وجہ ہے۔ یہ ہے ہمارے تذکرہ نگاروں کی مجبوری ہے۔ ان کے ہاں ایک مدت سے یہ روایت چلی آرہی ہے کہ سرسید کے معاملے میں بعض حقائق پر پردہ پڑا رہنے دیا جائے۔ وہ یہ حیرت ناک انکشاف نہیں کر سکتے کہ سرسید:

۱۔ سن ستاون میں انگریزوں سے خفیہ خط و کتابت کرتے رہے۔

۲۔ بجنور میں ہندوؤں سے مل کر وہاں کے مسلمان حکمران کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے۔

۳۔ ہندوؤں کے ہاتھوں مسلمانوں کے قتل عام اور ان کی خواتین کی بے حرمتی کے اسباب پیدا کرنے کے الزام سے بری الذمہ قرار نہیں دیئے جا سکتے۔

کیا یہ سب امور وقت کا تقاضا تھے؟ یہ الزامات نہیں، سرسید نے اپنی تصنیف "سرکشی ضلع بجنور" میں اپنے کارناموں کو بالتفصیل بیان کیا ہے اور ان پر جا بجا فخر بھی کیا ہے۔ جسے شک ہو وہ یہ کتاب پڑھ لے۔ سن ستاون کے موضوع پر ان کی ایک اور کتاب "اسباب بغاوت ہند" کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے رسائل موسوم بہ "لائل محمڈنز آف انڈیا" بھی انہی واقعات کا پرتو ہیں۔ ان تمام تحریروں میں انہوں نے جنگِ آزادی کو جن بُرے بُرے ناموں سے یاد کیا ہے اور مجاہدینِ حریت کو جن غلیظ گالیوں سے نوازا ہے اس کی جھلک ملاحظہ فرمایئے اور فیصلہ کیجیے کہ کیا یہ بھی کوئی وقت کا تقاضا تھا؟

جنگِ آزادی۔

ہنگامہ غدر، ہنگامہ قتل و غارت۔ہنگامہ مفسدی و بے ایمانی و بے رحمی (لائل محمڈنز) سرکشی۔ ہنگامہ فساد۔نمک حرامی۔ ہندوستانیوں کی ناشکری کا وبال (سرکشی)

مجاہدین حریت۔

مفسد۔ حرام زادہ، نمک حرام، غنیم، دشمن (سرکشی) غادر۔ کافر۔ بے ایمان۔ بدذات (لائل محمڈنز) باغی۔ جاہل۔ بدرویہ۔ بداطوار۔ شراب خور۔ تماش بین (اسباب)

افعال مجاہدین حریت

جبر۔ ظلم (اسباب) سرکار کی نمک حرامی، بدخواہی، ناشکری، دغا، بدعہدی، بلوہ بے ایمانی بے رحمی، بدنیتی (لائل محمڈنز)

نعرۂ جہاد

مفسدوں کی حرامزدگیوں میں سے ایک حرامزدگی (اسباب)

قائدین جنگ آزادی

نواب محمود خاں : کم بخت محمود خاں بدذات ظالم (سرکشی)

احمد اللہ خاں

بدذات۔ بدنیتی اور فساد کا پتلا (سرکشی)

ماڑے خاں

عرف ماڑے بدمعاش۔قدیمی بدمعاش۔پکا بدمعاش۔بے رحم۔مفسد حرام زادہ (سرکشی)

عنایت رسول : نامی باغی، مشہور حرام زادہ (سرکشی)

خان بہادر خاں : بدذات۔ بے ایمان۔ نمک حرام (سرکشی)

بہادر خاں (رام پور) : بدمعاشوں کا سرکردہ۔ بدمعاشوں کا سردار (لائل محمڈنز)

مولوی وہاج الدین : مفو نامی بدمعاش۔ جاہل (لائل محمڈنز)

اس کے علاوہ جنرل بخت خاں کو ڈاکٹر ہنٹر کی کتاب پر ریویو میں "باغیوں کا سرغنہ" تحریر کیا۔

ہمارے اہلِ قلم اپنی تحریروں میں سرسید کی متذکرہ بالا تمام "خدمات" اور "گوہر افشانی" کا ذکر مکمل طور پر گول کر جاتے ہیں اور بات اس وقت سے شروع کرتے ہیں جب اس قسم کے خیرخواہوں نے اپنے اپنی ملک دشمن کرتوتوں کے باعث قوم کو انگریزوں کا نشانۂ انتقام بننے کا مکمل ساماں بہم پہنچا دیا

تھا اس مقصد کے لیے پہلے ایک خوف ناک منظر کا سماں باندھا جاتا ہے ۔ انگریز مسلمانوں پر ظلم وستم کے جو پہاڑ توڑ رہے تھے اس کا نقشہ کھینچا جاتا ہے، قوم کی زبوں حالی کا ذکر کیا جاتا ہے اور پھر کہا جاتا ہے کہ اس صورت حال پر سرسید خاموش نہ رہ سکے ۔ وہ قوم کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو بچانے کے لیے آگے بڑھے اور انگریزوں سے مفاہمت کی راہ اختیار کی ۔ اس سے وہ ان بدگمانیوں کو دور کرنا چاہتے تھے جو انگریزوں کے دلوں میں مسلمانوں کے خلاف پیدا ہو گئی تھیں ۔

بدگمانی وہ غلط خیال ہے جو دل میں کسی وجہ سے دوسرے کے خلاف پیدا ہو جاتے ۔ یہ بدگمانی نہیں حقیقت تھی اور انگریزوں کے لیے ڈھکی چھپی بات نہ تھی کہ مسلمانوں نے اس لڑائی میں بھرپور حصہ لیا تھا ۔ جب ایک فریق دوسرے کا براہِ راست نشانہ بنے تو وہ مقابل کے عزائم کو بدگمانی کیونکر خیال کر سکتا ہے ؟ دراصل انگریز مسلمانوں سے اس لیے خائف تھے کہ یہ قوم اس ملک پر سینکڑوں سال حکمران رہنے کے باعث خود کو حکومت کا حق دار اور اہل سمجھتی تھی ۔ انہیں خدشہ تھا کہ مسلمان ان کے لیے کسی وقت پھر خطرہ بن سکتے ہیں ۔ مسلمانوں کا اس جنگ میں پیش پیش ہونا اور دہلی کے مغل دربار کو اس کا مرکز بنانا اس بات کا سب سے بڑا ثبوت تھا ۔ وہ سمجھتے تھے کہ ظلم و جور اور خوف و ہراس ان کے اس وصف کی راہ میں عارضی طور پر تو رکاوٹ بن سکتے ہیں مگر اسے مکمل طور پر ختم نہیں کر سکتے ۔ انہیں مسلمانوں ہی میں سے ایسے خیر خواہوں کی تلاش تھی جو قوم کے ہمدرد بن کر ان کے دلوں سے حکومت کی خواہش اور انگریز مخالف جذبات نکال سکیں ۔ اس مقصد کے لیے سرسید نے اپنی خدمات رضاکارانہ پیش کیں اور مسلمانوں کو امن کی تلقین کرتے ہوئے انگریزوں کی وفاداری کا درس دینے لگے ۔ ان کی تحریروں اور تقریروں میں جذبات کا سخت عمل دخل رہا ۔ ان میں قوم کے نوحے بھی شامل تھے اور روشن مستقبل کی امیدیں بھی ۔ شاید سرسید کے شیدائی اس حکمت عملی کی وضاحت نہ کر سکیں کہ پہلے اپنے ہی گھناؤنے کردار سے مسلمانوں کو تباہی و بربادی کے کنارے پہنچایا جاتے اور پھر ان کا ہمدرد بن کر رونے دھونے کا دھندا شروع کر دیا جائے ۔

سرسید کی انگریز پرستی کا عمل ان کے آخری سانس تک جاری رہا ۔ قومی فلاح کے نام پر ان کے تجویز کیے گئے تمام تعلیمی، سماجی اور سیاسی منصوبوں میں یہ نقش نمایاں طور پر موجود رہے ۔ یہ تسلیم کہ جنگِ آزادی کی ناکامی کے فوراً بعد غیر ملکی حکمرانوں کے ساتھ مفاہمت کا رویہ اختیار کرنا مصلحت وقت تھی اور ایسا ہونا ہر اس جنگ کے بعد کا مجبوری تقاضا ہوتا ہے جس میں فاتح کو مفتوح کے ملک پر مکمل کنٹرول حاصل ہو ۔ تاہم اس صورت حال میں شکست خوردہ فریق کو ہمیشہ کے لیے بنیادی

حقوق سے دست بردار ہونے پر آمادہ کرنا انسانیت کی تذلیل ہے اور مفتوح قوم کا اس پر آمادہ ہو جانا اس کی بے غیرتی کی دلیل ہے ۔ یہ امر مدنظر رکھا جانا نہایت ضروری ہے کہ عہد سرسید ان کے انتقال ۱۸۹۸ء تک پھیلا ہوا ہے ۔ ۱۸۵۷ء سے اس وقت تک چالیس سال سے زیادہ کا وقفہ ہے ۔ اس دوران میں حالات بہت حد تک بدل چکے تھے ۔ واقعہ ۱۸۵۷ء کے منفی اثرات زائل ہو چکے تھے ۔ کرۂ ارض کے متعدد ممالک میں بدلتے ہوئے سیاسی حالات سے متاثر ہو کر ہندوستان میں بھی آزادی کی نئی تحریکیں جنم لے چکی تھیں ، سیاسی حقوق کے حصول کی جدوجہد زوروں پر تھی اور عوام بلا خوف و خطر اس میں شرکت کرنے لگے تھے مگر سرسید تادمِ آخر انگریزوں کی تعریف میں رطب اللسان رہے ۔ وہ ان کی حکومت کے استقلال اور دوام کی دعائیں کرتے رہے اور اسے استحکام بخشنے کے لیے انہوں نے اپنی تمام تر صلاحیتیں وقف کیے رکھیں ۔ یقین کیا جاسکتا ہے کہ اگر سرسید کا انتقال ۱۸۹۷ء کی بجائے ۱۹۴۷ء میں ہوتا تو بھی ان کی حکمت عملی یہی رہتی اور ہمارے دانش ور بھی اس کے جواز میں "وقت کا تقاضا" کی راگنی الاپتے رہتے ۔ دراصل اندھی عقیدت انسان کے فہم و ادراک کو مکمل طور پر اپنے قبضے میں لے لیتی ہے اور اس بے بسی میں دلائل کی کوئی وقعت نہیں رہ جاتی لہٰذا ان لوگوں سے حقائق قبول کرنے کی توقع رکھنا عبث ہے ۔ جب اس طبقہ سے کوئی جواب بن نہیں پڑتا تو بعض دوسرے مشہور لوگوں کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ اس حمام میں سبھی ننگے تھے ۔ سیدھی سی بات ہے کہ اگر اس وقت کے اور نامور "شرفا" بھی انگریز پرستی کا شکار تھے تو یہ قومی خدمت کا کوئی معیار نہیں بن جاتا اور نہ اسے وقت کا تقاضا قرار دیا جاسکتا ہے ۔

(بقیہ صہ۴۶ سے)

تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ ابوہریرہؓ کو جنون ہوگیا ہے (یا وہ آسیب زدہ ہوگئے ہیں) کبھی کوئی شخص ان کے سرہانے بیٹھ کر اس خیال کا اظہار کرتا اور ان کو ہوش آجاتا تو کہتے نہیں بھائی وہ بات نہیں جو تم سمجھتے ہو، میری یہ حالت صرف بھوک کی وجہ سے ہوئی ہے ۔

(صحیح بخاری کتاب الاعتصام ۔ طبقات ابن سعد ج ۲ صہ۵۳) (سیر اعلام النبلاء ج ۲ صہ۴۲۶)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے فقر و فاقہ کے کئی واقعات پچھلے صفحات میں بیان کیے جاچکے ہیں

مچھروں سے مکمل نجات حاصل کیجئے
ویپ
ماسکیٹومیٹ
Vape mat
FUMAKILLA
FUMAKILLA
Vape mat f
ELECTRONIC
MOSQUITO
DESTROYER

جناب یونس حسن حسرت

عالم اسلام

بنگلہ دیش پر عیسائیت کی یلغار

۲

سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ این جی اوز کس مقصد کے لیے کوشاں ہیں ؟ ایک سیاسی اور سماجی انقلاب برپا کر کے "روشنی اور تہذیب" لانا ؟ اس معاملے پر ڈالی گئی ان کی اپنی "روشنی کے مطابق" اور "تاریک اور شب گرفتہ" مسلم بنگال کی دھرتی پر تعمیر و ترقی کی چکا چوند کرنا !

ان این جی اوز کی بڑی تعداد عیسائی واقع ہوئی ہے اگرچہ بالعموم ان کے ناموں سے یہ حقیقت آشکارا نہیں ہوتی۔ ان میں سے کچھ تو علانیہ کہتی ہیں کہ وہ انجیلی ہیں جب کہ اکثریت کی مثال "چھپے ہوئے کھونٹوں" جیسی ہے۔ یہ "کھونٹیاں" اپنے طریقہ واردات میں بے حد عیار اور چالاک ہیں۔ یہ اپنی تبلیغی دلچسپیوں کا اظہار نہیں کرتیں۔ ان کا کام یہ ہے کہ نو معتقدین، عیسائیت اختیار کرنے والوں کو دنیاوی آسائشات بہم پہنچائیں۔

بنگال کی سرزمین پر عیسائیت کی تبلیغ کے لیے فعال قسم کی دلچسپی کا آغاز دو صدیاں قبل ہوا۔ ۱۷۵۷ء میں برطانوی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوجوں نے بنگال کے مسلم حکمران نواب سراج الدولہ کو جنگ پلاسی میں شکست دی اور ۱۷۹۳ء میں مشہور برطانوی مبلغ ولیم کیرے کلکتہ پہنچا۔ پھر بائبل اور دوسرے تبلیغی مواد کے بنگالی زبان میں ترجمہ کرنے کا آغاز ہوا اور بنگال بھر میں مشنری اسکول قائم کرنے کا کام شروع کر دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی بنگالی زبان سے عربی، فارسی اور اسلامی اصطلاحات اور الفاظ کو نکالنے کی بھی دانستہ کوشش کی گئی تاکہ یہ ہندو زبان سنسکرت کے قریب ہو جائے۔ بنگال کے ۱۹۰ سالہ نو آبادیاتی راج کے دوران صرف ایک لاکھ گیارہ ہزار چار سو چھبیس لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کیا (یعنی آج کے بنگلہ دیش میں تقریباً پچاس ہزار)، لیکن آنے والے وقتوں کے لیے اس تبلیغی کام کا سنگ بنیاد رکھ دیا گیا۔

نو آبادیاتی پالیسی کا مرکزی نقطہ یہ تھا کہ اسلامی تعلیم کی حوصلہ شکنی کی جائے اور "اوقاف" اور اسلامی مذہبی اداروں کا گلا گھونٹ دیا جائے تاکہ مقامی باشندے مجبور ہو کر اپنے بچوں کو مدرسوں کے بجائے مشنری اسکولوں میں بھیجیں۔ اس کے ساتھ اس امر کو بھی یقینی بنایا جائے کہ لوگ اپنی صحت کے مسائل کے لیے مشنری اسپتالوں کی طرف رجوع کریں۔ یہ پالیسی کامیاب رہی اور ایک ایسا مسلم طبقہ وجود میں آ گیا جو اپنے انٹلیکچول

"پیدران" کا زیر بار احسان تھا اور بڑے خلوص سے اس بات پر یقین رکھتا تھا کہ تعلیم، صحت، بہبود اور فلاح کے کاموں کا انصرام مشنری ادارے ہی بہتر انداز میں کر سکتے ہیں۔ یہی وہ طبقہ تھا جسے برطانوی راج کے خاتمے پر مشرقی پاکستان میں اقتدار منتقل ہوا اور اس طرح آزادی ملنے کے بعد بھی اس طبقے نے اپنے آقاؤں کی تشکیل کردہ تعلیمی اور بہبودی پالیسیوں کو تھوڑی بہت ترامیم اور تبدیلی کے ساتھ جاری و ساری رکھا۔ درحقیقت جہاں اس طبقے کے نوآبادیاتی آقا مشنری تنظیموں سے اپنے تعلق کو پردہ راز میں رکھنا چاہتے تھے، وہاں بھی اس شعوری طور پر غلام طبقے نے ایسی کوئی ضرورت محسوس نہ کی اور ملک کو ہر قسم کی غیر فلاحی تنظیموں کے لیے کھول دیا۔ قطع نظر اس کے کہ ان کا مذہبی پس منظر کیا ہے۔

اس طبقے کا زیادہ تر مفاد یہ تھا کہ یہ مشفق "پیدران" ملک میں غیر ملکی زرمبادلہ لا رہے تھے جس میں سے وہ اپنا حصہ بھی وصول کر سکتے تھے۔ یہاں تک مذکورہ طبقے کا تعلق ہے تو یہ تنظیمیں اگر سرحدی علاقوں میں غیر مسلم قبائل کو عیسائی بنا رہی تھیں اور اپنی توجہ ہندوؤں پر مرکوز کر رہی تھیں تو بھی یہ ٹھیک ہی تھا کیونکہ خود یہ لوگ تو غیر مسلموں میں اسلام کا آفاقی پیغام پہنچانے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ مشرقی پاکستان عددی برتری کی خالص جمہوری منطق کے تحت مشرقی پاکستان بنا، یعنی اس خطے میں مسلمانوں کی غالب اکثریت تھی، لہذا یہ ایک علیحدہ مسلم ریاست ہونی چاہیے تھی لیکن حصول آزادی کے بعد مقتدر طبقہ اپنے ہونے کے تعدادی منطق سے لاتعلق ہو گیا جب کہ اس معیاری واجبات کا تو ذکر ہی کیا جو اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ تاہم جب مشرقی پاکستان، بنگلہ دیش بنا تو علاقے میں عیسائیوں کی تعداد ... فیصد تک پہنچ چکی تھی یعنی ۱۹۴۸ میں ۵۰،۰۰۰ سے ۱۹۹۱ میں ۲۰۰،۰۰۰ تک۔

بنگلہ دیش کے قیام کا سبب مسلمانوں کا داخلی تنازعہ تھا اور جب بھٹے ہو چکا تو بنگلہ دیش نے خود کو بین الاقوامی طاقتوں کی گود میں پایا جن کا اپنا معاشی اور سیاسی اور مذہبی ایجنڈا تھا۔ وہ اس کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کی خواہاں تھیں اور اس کی سماجی، معاشی اور سیاسی ساخت کو مزید اس حد تک کمزور کر دینا چاہتی تھیں کہ جہاں قوم خود بخود ایک نئی نوآبادیاتی ٹوکری میں جا گرے۔ ڈھاکہ میں والی ایم سی اے رہنگ سینٹر کرسچین ایسوسی ایشن کے جاری کردہ کتابچے "عوام تک" میں لکھا ہے: "بنگلہ دیش کے سماجی ڈھانچے کو تعلیمات انجیل کے مطابق ڈھالنے کے عمل میں عیسائی تحریک کو لازماً ایک بھرپور قوت ہونا چاہیے۔" بنگلہ دیش میں سرگرم عمل غیر ملکی فلاحی تنظیموں کے مقاصد میں کسی قسم کا کوئی ابہام نہیں ہے۔ قطع نظر بالظہور فلاح و بہبود نہیں ہے، مقصد یہ ہے کہ قوم کے سماجی ڈھانچے کو تبدیل کیا جائے۔

۱۹۷۱ء سے ۱۹۹۱ء کی درمیانی مدت میں بنگلہ دیش میں عیسائی مذہب قبول کرنے والوں کی تعداد ۲ لاکھ

سے بڑھ کر ۴ لاکھ ہو چکی ہے۔ اس بارے میں عیسائی ذرائع اعداد و شمار کو کم ظاہر کرتے ہیں لیکن معلوم ہوا کہ اگلے بیس برسوں میں ان تنظیموں کا ہدف عیسائی آبادی کو ۱۰ سے ۱۲ ملین تک پہنچانا ہے۔ شمالی بنگال میں گارو کی پہاڑیاں اور چٹاگانگ کے پہاڑی خطے جیسے سرحدی علاقوں میں لوگوں کو عیسائی بنانے کے لیے خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ڈھاکہ کا ۱۳ اسد ایونیو زیادہ تر عیسائیوں کی ملکیت ہے اور یہ پورا گرجوں کا شہر بن چکا ہے۔ تشویشناک امر یہ ہے کہ نہ صرف ہندو اور بدھ قبائل عیسائیت اختیار کر رہے ہیں بلکہ مسلمان بھی عیسائی بن رہے ہیں۔ قبل ازیں انڈونیشیا کی طرح اب بنگلہ دیش بھی یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ بات اب بعید از حقیقت ہے کہ ایک مسلمان، کیتھولک یا پروٹسٹنٹ عیسائی نہیں بن سکتا۔ ایک متزلزل مسلمان کو اب پہلے سے کہیں زیادہ آسانی کے ساتھ متزلزل عیسائی بننے کی طرف مائل کیا جا سکتا ہے۔

۱۹۹۱ء کے سمندری طوفان کے دوران چٹاگانگ میں ایک این جی او کے دفتر پہ لوگوں نے حملہ کر دیا کیونکہ امدادی سامان مانگنے پر کہا گیا تھا کہ اپنا عقیدہ چھوڑ کر عیسائی بن جاؤ۔ مسلمانوں کو سامان سے محروم رکھا گیا۔ چرچ آف بنگلہ دیش نے اس کی توجیہ یہ پیش کی کہ یہ اشیاء عیسائی ممالک سے آئی تھیں۔

حکومت کے این جی اوز بیورو نے ایسی ۵۲ این جی اوز کی نشاندہی کی ہے جو براہ راست لوگوں کو عیسائی بنانے میں مصروف ہیں۔ فرقہ چاہے کوئی بھی ہو مذہبی اور سیکولر این جی اوز میں فرق ظاہری وضع کا ہے مقاصد کا نہیں۔ ایک این جی او مذہبی لحاظ سے غیر جانبدارانہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور ساتھ ہی معاشرے کی روح اور اقدار کو بگاڑنے میں معاونت بھی کرتی ہے جبکہ دیگر این جی اوز زیادہ عالی روحوں کی فصل کاٹنے کی کوشش کرتی ہیں۔ بنگلہ دیش کے ۶۰ ہزار سے زائد دیہات جو کہ ملک کی دیہی آبادی کا نصف ہیں کسی ایک یا دوسری این جی او نے سنبھال رکھے ہیں۔ ان سب کا طریقہ واردات عام نوعیت کا ہے۔ کرپشن، ترغیب پھر عقیدے کی تبدیلی!

این جی اوز بیورو رپورٹ نے ان طریقوں کی ایک دلچسپ اور ہولناک تصویر پیش کی ہے۔ مذہب کی تبدیلی اور عیسائی بنانے کے لیے کمزوری کا انتخاب کیا جاتا ہے، یعنی عورتیں، بچے، ان پڑھ، بے یار و مددگار اور غربت کے شکنجے میں جکڑے ہوئے بے بس اور محروم لوگ۔ کچھ این جی اوز اپنے عملے، بشمول مسلمانوں کے لیے بائبل پڑھنا لازمی قرار دیتی ہیں۔ ایک بڑی مشنری این جی او نے اپنے قائم کردہ اسکولوں میں صرف عیسائی اساتذہ مقرر کیے ہیں اور ہوسٹل میں رہنے کے خواہش مند طلبہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ عیسائی ہوں۔ کسی بھی سرکاری یا دوسرے پرائیویٹ اسکول میں طالب علم کو اس کے اپنے مذہب کی تعلیم دی جاتی ہے جبکہ اکثر مشنری اسکولوں میں طالب علموں کو عیسائیت پڑھنا لازمی ہے۔ ایسے ہی ایک کیس میں جب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر

نے اس بے ضابطگی کی طرف توجہ دلائی تو اسے جواب ملا: "نہیں آپ کی حکومت فنڈز دیتی ہے نہ ہم اس کے سامنے جواب دہ ہیں۔" ایک بڑی فلاحی تنظیم تقریباً ۸۵ اسکولوں کو چلاتی ہے جن میں سے زیادہ تر پرائمری اسکول ہیں۔ لیکن اس کے تیرہ اداروں کے ثانوی اور دو ٹیکنیکل اسکولوں میں صرف انہی طلبہ کو داخلہ ملتا ہے جو عیسائی نو اعتقاد ہوں۔

ایک عیسائی این جی اوز کی پالیسی ہے کہ "مسلمانوں کو آخر میں ملازمت دو اور نئے عیسائیوں کی دستگیری کرو۔" اس پالیسی کا مقصد معاشی اور تعلیمی لحاظ سے مؤثر نو اعتقادوں کا معاشرہ قائم کرنا ہے جو افریقہ کے بہت سے خطوں کی طرح آگے چل کر یہاں بھی طاقت کے کلیدی سیکٹروں پر کنٹرول حاصل کر سکیں گے۔ جیسے تعلیم، معیشت، بیوروکریسی، فوج اور سماجی پالیسی وغیرہ۔ ۱۹۹۱ء کے سمندری طوفان کے دوران چٹاگانگ میں قطب جیسی این جی او کے ایک دفتر پر سینکڑوں لوگوں نے حملہ کر دیا۔ وہ اس بات پر احتجاج کر رہے تھے کہ امدادی سامان دہندگان سے کہا گیا کہ امدادی سامان لینا ہے تو پہلے اپنا عقیدہ چھوڑ کر عیسائی بن جاؤ۔ صرف یہی نہیں، بلکہ مسلمانوں کو امدادی سامان میں سے حقیر سا حصہ دیا گیا۔ چرچ آف بنگلہ دیش نے اس کی توجیہ یہ پیش کی یہ اشیاء "عیسائی" ممالک سے آئی تھیں۔

خواتین میں تبلیغی کام "پروگرام برائے سماجی بیداری" کا نقاب اوڑھ کر کیا جاتا ہے۔ سماجی بیداری کا یہ پروگرام خواتین سے اسلامی ثقافت اور خاندانی اقدار چھڑا کر انہیں "آزادی نسواں" اور ضبط تولید کی آزاد اور ڈھیلی ڈھالی اخلاقیات سے متعارف کرواتا ہے۔ ایک این جی او کا فیلڈ ورکر جس کے بارے میں خیال کیا جاتا تھا کہ وہ آوارہ اور لاوارث بچوں کی نگہداشت کرتا ہے، وہ مبینہ طور پر چند بچوں کو ان کے والدین کی اجازت کے بغیر لے گیا۔ چھوٹے بچوں کو خریدنے کا ایک کاروبار ہے کہ خاموشی سے جاری و ساری ہے۔ ان بچوں کو عیسائی بنا کر مقامی طور پر یہاں کی پرورش کی جاتی ہے۔ یا انہیں باہر بھیج دیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی مشنری طبی مرکز پر جاتا ہے تو اسے کم تر درجے کی دوائی دی جاتی ہے۔ جب یہ دوائی اپنا اثر نہیں دکھاتی تو اچھی قسم کی دوا دے کر کہا جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مدد طلب کرو۔ اچھی دوائی سے مریض اچھا ہو جاتا ہے جو ایک ثبوت ہے کہ عیسائیت اسلام سے بہتر مذہب ہے۔

تاہم غور کرنے کی بات یہ ہے کہ وائی ایم سی اے جس تبدیلی کی خواہاں ہے وہ پہلے سماجی ڈھانچے میں رونما ہوگی یا پہلے ملک کا "سیاسی ڈھانچہ" تبدیلی کے عمل سے گزرے گا۔

این جی اوز پریشر گروپوں کی تشکیل اور انہیں فنڈز مہیا کرنے میں بھی حد سے زیادہ ملوث ہیں۔ مذکورہ پریشر گروپ بدلے میں ملکی سیاست اور سیاسی واقعات پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور معاملات کا رخ اسلامی یا قومیت پرست قوتوں کے برخلاف سیکولر حتی کہ غیر اسلامی قوتوں کی حمایت میں موڑنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کمیونزم مر گیا ہو، قبر میں بھی جا پڑا ہو، لیکن OXFAM کی حمایت یافتہ ایک "انقلابی" این جی اوز "گانا سحاجیا سنگٹ" (GSS) طبقاتی جدوجہد اور پولیٹیکل پاور میں تبدیلی کا نعرہ لگا رہی ہے۔ جی ایس ایس کا فراہم کردہ "تعلیمی" مواد نہ صرف یہ کہ بائیں بازو کا ہے بلکہ غیر اسلامی اور ہند نواز بھی ہے۔ نایجرا کوری (ان کی ہم خود کریں گے) ایک اور سیاسی طور پر فعال این جی او ہے جو متنازع سیاسی ایشوز پر موقف اپناتے اور حکومتی قوانین کی دھجیاں اڑانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتی۔ نایجرا کوری کو کرسچین ایڈ "وار آن وانٹ" (WAR ON WANT) اور کچھ دیگر بین الاقوامی اداروں کی حمایت حاصل ہے۔ اس تنظیم نے اپنے منصوبوں کے لیے حکومت سے زمین کے وسیع و عریض قطعات لیز پر لے رکھے ہیں تاکہ بے زمین لوگوں کی مدد کی جا سکے۔

این جی اوز بیورو کی انکوائری رپورٹ کے مطابق "نایجرا کوری" نے سال ۹۱-۱۹۹۰ء میں حکومت کے علم یا منظوری کے بغیر ۲۶ء۱۴ ملین ٹکا ٹک کی رقم کے غیر ملکی فنڈز وصول کیے۔ دیہی ترقی کے نام پر اس تنظیم نے اپنے بجٹ کا ۷۰ فیصد اپنے عملے کی تنخواہوں اور الاؤنسوں پر خرچ کیا جب کہ ۳۰ فیصد ایڈمنسٹریشن، عملے اور دفاتر اور ریسٹ ہاؤس کے بلوں کی مد میں اور جو باقی بچا، وہ تربیت اور سیمیناروں پر۔ تربیتی پروگرام اور سیمینار این جی اوز کے لیے وقت گذاری کے پسندیدہ مشغلے ہیں اور انہیں بالعموم سیاسی سرگرمیوں کی ڈھال خیال کیا جاتا ہے۔ سرکاری رپورٹ میں "نایجرا کوری" کے کام میں فنڈز کی خورد برد کی بھی نشاندہی کی گئی۔ اس نے سمندری طوفان سے بے گھر ہونے والوں کے لیے گھر بنانے کی مد میں جو رقم مختص کی تھی، حقیقت میں اس سے کہیں کم رقم خرچ کی۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ محنت مزدوری کرنے والے غریب طبقے کی حالت بہتر بنانے کے بجائے ایک خیراتی اور رفاہی ادارے کی منتظم مس خوشی کبیر نے اپنی حالت بہتر بنانے پر توجہ دی۔ یہ خاتون ڈھاکہ کے علاقے "دھن منڈی" کے عالی شان محل نما گھر میں رہتی ہے۔

یہ سب این جی اوز اور ان کے پریشر گروپ بالعموم بھارت نواز، سیکولر اور اسلام مخالف ہیں اور طبقاتی اور ٹریڈ یونینسٹ کی جنگ کی حمایت کرتے ہیں۔ اب تو این جی اوز ٹریڈ یونینوں اور پریشر گروپوں کے ذریعے بالواسطہ سیاست میں مداخلت کی بجائے ملکی سیاست میں بلاواسطہ مداخلت کرنے لگی ہیں۔ سرکاری این جی اوز بیورو نے اپنی رپورٹ میں کم از کم ۱۶ بڑی این جی اوز کے نام لکھے ہیں جو سیاسی طور پر بے حد فعال ہیں۔ این جی اوز اپنے رسالے اور خبرنامے بھی شائع کر رہی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ سیاسی موقف اپناتی ہیں اور اسلام اور اسلامی قوانین کو تنقید کا نشانہ بناتی ہیں۔ بنگلہ دیشی پریس نے الزام لگایا کہ

این جی اوز اپنی پسند کی سیاسی پارٹیوں کو رقم فراہم کرتی ہیں، بلدیاتی انتخابات میں امیدواروں کا تعین کرتی ہیں اور جاتیہ سنگسد (قومی اسمبلی) کے انتخاب میں مخصوص امیدواروں کی انتخابی مہم چلاتی ہیں۔ گزشتہ عام انتخابات میں کاریتاس (CARITAS) اور ورلڈ وژن (WORLD VISION) کی حمایت یافتہ امیدوار پی مانکن قومی اسمبلی کے حلقہ [illegible] سے منتخب ہو گئے۔ [illegible] عوامی لیگ کے امیدوار تھے۔ انہوں نے حکمران بنگلہ دیش نیشنل پارٹی کے امیدوار ٹی ایچ خان کو شکست دی۔ ٹی ایچ خان سابق وزیر اور بنگلہ دیش کے ممتاز قانون دان ہیں۔

این جی اوز اور ان کے پیشتر گروپ بالعموم بھارت نواز اور اسلام مخالف ہیں۔ وہ طبقاتی اور تذکیر و تانیث کی جنگ کی حمایت کرتے ہیں۔ اب تک این جی اوز ٹریڈ یونینوں اور پیشہ ور گروپوں کے ذریعے بالواسطہ سیاست میں مداخلت کرتی تھیں لیکن اب سیاست میں براہ راست مداخلت کرنے لگی ہیں۔

بنگلہ دیش کے سیاسی مبصرین کے خیال میں چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں (CHITTADONG HILL TRACTS) کی سیاست میں این جی اوز کی براہ راست مداخلت حد درجہ بڑھ گئی ہے اور اس سے بھارت کے حمایت یافتہ گروپ شانتی باہنی (امن فورس) کی شورش کو شہ ملی ہے۔ اس شورش کی وجہ سے بنگلہ دیشی حکومت اس علاقے میں اپنے ترقیاتی کاموں کو پایہ تکمیل تک نہ پہنچا سکی اور اسے اس پسماندہ علاقے کے مسئلے کا سیاسی حل سوچنا پڑا۔ این جی اوز کی مداخلت کی بنا پر حکومت اس علاقے میں باغیانہ سرگرمیوں کو بھی نہیں کچل سکی۔ اس علاقے کی [illegible] سے [illegible] جہاں این جی اوز نے بہبود فراہم کرنے والے اداروں کے [illegible] انسانی حقوق کے [illegible] تعینات کر رکھا ہے۔

یہ این جی اوز مغربی سفارت خانوں، امریکی کانگریس مینوں اور انسانی حقوق کی مغربی لابیوں کو متحرک کرنے میں شانتی باہنی کی مدد کرتی ہیں تاکہ وہ بنگلہ دیشی حکومت پر اپنا دباؤ بڑھائیں۔ شانتی باہنی کا خفیہ [illegible] ریڈار (RADAR) ایسے مواد پر مشتمل ہوتا ہے کہ جو کسی این جی اوز نے فراہم کیا ہوتا ہے یا این جی اوز کے ذریعے شائع کیا ہوا ہوتا ہے۔ اگر برطانوی ہائی کمشنر بنگلہ دیش کے وزیر خارجہ کو خط لکھتا ہے تو اسے ریڈار میں پڑھا جا سکتا ہے۔ [illegible] کہ [illegible] مشنری اسپتال نے چالیس ہزار لوگوں کو عیسائی بنانے کا دعویٰ کیا ہے۔

سرکاری این جی او بیورو کی رپورٹ میں بھی ظاہر کر دی ہے کہ بنگلہ دیشی حکومت اکثر غیر ملکی این جی اوز کی غیر فلاحی سرگرمیوں سے غافل نہیں ہے۔ حکومت نے این جی اوز کی سرگرمیوں کے بارے میں ٹرانسپیرنسی [illegible] لگی ہے اور فنڈز کی وصولی اور استعمال کے طریقوں میں جوابدہی کا نظام متعارف کرانے کی کوشش کی ہے۔ حکومت نے یہ بھی کوشش کی کہ چند "شرارتی" تنظیموں کی رجسٹریشن منسوخ کر دی جائے۔

لیکن ان تنظیموں کے غیر ملکی پشت پناہوں کے دباؤ پر یہ فیصلہ واپس لینا پڑا ہے۔

گزشتہ برس اپریل میں خبر آئی کہ حکومت این جی اوز کے کام پر نظم و ضبط رکھنے والے قوانین میں اس نقطہ نظر کے ساتھ ترمیم کر رہی ہے کہ غیر ملکی فلاحی اور امدادی ادارے ملکی مفاد کے منافی سرگرمیوں اور ملکی سیاست میں ملوث ہونے سے باز رہیں۔ اخبار "دی مارننگ سن" (صبح کا سورج) نے اپنی ۲۰ اپریل ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھا کہ حکومت کو قوانین میں ترمیم پر مجبور کیا گیا تھا کیونکہ یہ حقیقت منظر عام پر آئی تھی کہ چند این جی اوز ان پڑھ اور جاہل لوگوں کو پیسے اور مادی فوائد کا لالچ دے کر عیسائی بنا رہی تھیں اور ملکی سیاست میں حصہ لے رہی تھیں۔

اسی روز ڈھاکہ میں امریکی سفیر نے ایک ظہرانے میں کہا "طاقت کے متنوع مراکز کے بارے میں مشتبہ ہونے کی ضرورت نہیں، جیسے کہ این جی اوز وغیرہ، اور نہ ہی ان سے دشمنوں جیسا سلوک کرنا چاہیئے۔" ہمارے تجربے کے مطابق تو این جی اوز بہتر کام اور معاشرے کی بہتر خدمت کر سکتی ہیں بشرطیکہ انہیں کم سے کم کنٹرول کیا جائے۔"

امریکی سفیر نے اعلان کیا کہ: "مختلف گروپوں مثلاً بزنس ایسوسی ایشنز، این جی اوز اور ٹریڈ یونینوں کو حکومت کا مخالف ہونا چاہیئے نہ حکومت کا حمایتی۔"

امریکی سفیر کی طرف سے "طاقت کے مختلف مراکز" کا قانون پیش کرنے کے بعد عالمی بینک کے مقامی نمائندے این جی اوز کے کردار میں توسیع کا مطالبہ کیا کیونکہ۔

۱۔ امداد دینے والے ممالک چاہتے ہیں کہ این جی اوز ملکی ترقی میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں ..... اور

۲۔ وہ امداد باہمی کی کاروائیوں اور پروگراموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا چاہتے ہیں کیونکہ حکومتی اداروں کی کارکردگی تسلی بخش نہیں۔

اگر حکومتی اداروں کی کارکردگی اطمینان بخش نہیں تو وہ جو تعمیر و ترقی میں حکومت کی دوستی کے دعویدار ہیں انہیں چاہیئے کہ ان مشکلات پر قابو پانے کے لیے حکومت کی مدد کریں، لیکن عالمی بینک کی منطق سامراجی ہے کہ:

"کیونکہ تم نہیں کر سکتے اس لیے ہم انتظام سنبھالیں گے .... اور تمہیں اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔"

حال ہی میں ایک بار پھر بنگلہ دیشی حکومت نے این جی اوز کی سرگرمیوں کو نظم و ضبط میں رکھنے کے لیے قانون نافذ کرنے کا سگنل دیا ہے تاکہ اس امر کو یقینی بنایا جا سکے کہ یہ تنظیمیں ملک کے سماجی اور قانونی فریم ورک کے ڈسپلن اور اخلاقیات کے اندر رہتے ہوئے کام کریں ..... لیکن این جی او "ADAB" کی کوارڈی

نیز مس خوشی کبیر نے کہا ہے کہ یہ قانون "گھٹن کا ماحول پیدا کر دے گا اور اس بات کو ناممکن کر دے گا کہ این جی اوز ترقیاتی کاموں کو کنڈکٹ کریں" اس تنبیہ کے ساتھ ساتھ مس خوشی کبیر نے مجوزہ قانون کو رد کرتے ہوئے کہا ہے کہ "یہ قانون حکومت کی آزاد روی کی پالیسی اور جمہوری عمل کو فروغ دینے کے اعلان سے مطابقت نہیں رکھتا"

یہ دیکھنا دلچسپی کا باعث ہوگا کہ کیا وزیراعظم خالدہ ضیاء این جی اوز کے طاقتور سرپرستوں کا بہادری سے مقابلہ کرتی ہیں اور قوم کی اتھارٹی کو نئے امدادی سوداگروں سے منواتی ہیں۔

برناڈ شا نے "سامراجی" کو آزادی کا عظیم چیمپئن قرار دیا تھا کہ ایک سامراجی آدھی دنیا کو فتح کر کے اسے اپنی عملداری میں شامل کرتا ہے اور اسے نوآبادیات کا نام دیتا ہے۔ جب اسے اپنی مانچسٹر کی اشیاء کے لیے نئی منڈی درکار ہوتی ہے تو وہ لوگوں کو انجیل کی تعلیم دینے کے لئے اپنے مبلغ وہاں بھیجتا ہے۔ مقامی باشندے مبلغ کو قتل کر دیتے ہیں تو وہ عیسائیت کے تحفظ میں اپنی مسلح فوجوں سے وہاں کی سرزمین پر قبضہ کر لیتا ہے اور نئی منڈی کو خدائی عطیہ سمجھتا ہے۔

(بقیہ صنہ ۲ سے)

فضا کے تغیر سے موسم کا حال معلوم ہوتا ہے اسی طرح ان تحریکوں کی وسعتِ رفتار سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یاس و قنوط کے بعد ابرِ رحمت کا فیض درافشانی کو آمادہ ہے ضرورت ہے کہ تھوڑے تھوڑے اختلاف رہنے کے باوجود اصل متفقہ مقصد پر سب متحد رہیں"۔ اسی قسم کی ایک اور تحریر میں مزید وضاحت فرماتے ہیں.....

اسلامی ملکوں میں بحمداللہ کہ ہندوستان کی حالت اب بھی غنیمت ہے کہ دینی تغافل اور سیاسی انہماک کے باوجود یہاں علماء، تعلیم یافتہ اور عوام کی ایک جماعت گو وہ تھوڑی ہی ہو۔ ایسی موجود ہے جو دین کی خدمت اور اعلاء کے لیے سرگرمی کے ساتھ مصروف عمل اور عوام کو دین سے مربوط اور تعلیم یافتوں کو مذہب سے آشنا کرنے کے لیے اخلاص کے ساتھ کام کر رہی ہے (اور ان کی) تاثیر عوام اور تعلیم یافتہ طبقوں میں پھیل رہی ہے۔ ممکن ہے کسی کو ان میں سے کسی کے طریق کار سے مخلصانہ اختلاف ہو تاہم جس حد تک مشترک مقصد کا تعلق ہے ان کی نیک مساعی کا اعتراف اور ان کی کامیابی کی دعا کرنی چاہیئے۔ اور اختلاف کو مخالفت کا رنگ نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ اصل مقصود دین کی خدمت ہے۔ اشخاص کی بحث نہیں ؎

من و تو گر ہلاک شویم چہ باک
غرض اندر میاں سلامت اوست

(رسالہ معارف ماہ جنوری ۱۹۴۲ء ص۳)

جناب حافظ محمد اقبال رنگونی مانچسٹر ۔

عراق کویت آپریشن یا ڈرامے کا نیا انداز

فتح کس کی ہوئی ؟

اکتوبر کے پہلے ہفتہ سے مسلسل یہ خبریں سننے میں آرہی تھیں کہ عراقی صدر صدام حسین کی وجہ سے پھر سے ایک مرتبہ خلیج میں ایک معرکہ برپا ہونے والا ہے ۔ امریکی صدر اور اس کے فوجی سربراہ اپنے ہر بیان میں عراقی صدر کو متنبہ کر رہے ہیں کہ وہ اب کسی غلطی کا ارتکاب نہ کرے تو اس کے حق میں بہتر ہوگا ۔ ورنہ اس مرتبہ عراقی صدر اور اس کی فوجوں کو ایسا تاریخی سبق سکھایا جائے گا کہ دنیا ہمیشہ کے لیے یاد رکھے گی ۔

خلیج میں اس معرکہ کے برپا ہونے کی وجہ یہ بتلائی گئی کہ امریکہ کے فوجی ماہروں نے سٹلائٹ کے ذریعہ یہ پتہ لگایا کہ عراقی صدر صدام حسین کے حکم سے ۸۰ ہزار کے قریب مسلح فوجی کویت کی سرحد کے قریب آچکے ہیں اور خطرہ ہے کہ کچھ دنوں کے اندر اندر دوبارہ کویت پر قابض ہو جائے ۔ اقوام متحدہ میں عراقی نائب صدر طارق عزیز کے بیان کو بھی خاصی اہمیت دی گئی اور کویت کے فوجی سربراہ اور وزیر اطلاعات کے بیانات پر گہری دلچسپی کا اظہار کرتے ہوئے فوراً امریکہ نے دو لاکھ کے قریب فوجی نوجوان ۔ ساڑھے آٹھ سو کے قریب لڑاکا طیارے اور ۳۰ کے قریب بحری جہاز کویت کی حفاظت کی خاطر پہونچانے کا اعلان کر دیا ۔ ان کی دیکھا دیکھی برطانیہ نے بھی اپنے فوجی اور لڑاکا طیارے کویت کی سرزمین پر اتار دیئے ۔ امریکی، روسی اور برطانوی وزراء خارجہ بھی کویت پہنچ گئے اور کویتی حکمرانوں کے ساتھ تبادلہ خیال کرکے عراقی صدر کو اپنے مذموم ارادوں سے باز رہنے کی دھمکی دی ۔

اقوام متحدہ میں عراقی سفیر نے مغربی اور امریکی پالیسیوں کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا کہ عراقی فوجوں کی یہ نقل وحرکت معمول کی بات ہے ۔ اور یہ سب کچھ عراق کی حدود میں کیا جارہا ہے ۔ اس سے کویت کی سلامتی کو کیا خطرات درپیش ہو سکتے ہیں ۔ جب کہ امریکی سفیر نے عراقی سفیر کے بیان کو مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے کہا کہ کویت کے قریب اسی ہزار فوجیوں کا مسلح ہو کر آنا معمول کی بات نہیں یہ کویت کے خلاف اعلان جنگ ہے ۔ اس نے امریکی پالیسی کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اگر عراق نے کویت کے خلاف قدم اٹھایا تو اسے اس کی سزا بھگتنی ہوگی ۔ ساتھ ہی دوسرے ممالک کو بھی مشورہ دیا کہ عراقی صدر کو اپنے ناجائز ارادوں سے باز رکھنے کے لیے ہر ممکن اقدام کیا جائے ۔

عراقی فوج کی کویت کے قریب اتنی بڑی تعداد میں جمع ہونے کی ایک وجہ یہ بتلائی گئی کہ گزشتہ چار سال سے اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیاں اب ناقابل برداشت ہو چکی تھیں ۔ عراق کی معاشی اور اقتصادی حالت ابتر سے ابتر

ہوتی جارہی ہے۔ عراق کے ہسپتالوں میں ادویات ختم ہو چکیں۔ گرانی حد سے بڑھتی جارہی ہے جس کی وجہ سے عراقی صدر نے اقوام متحدہ اور امریکی و مغربی حکمرانوں کو تنبیہ کرنے کے لیے یہ قدم اٹھانا مناسب خیال کیا تاکہ دنیا کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاسکے۔ اور امریکی اور مغربی حکمران عراقی صدر کی اس بہادری سے گھبرا کر فوری طور پر اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیاں اٹھالیں۔

لیکن ہوا کیا؟ کیا امریکہ اور برطانیہ یا اقوام متحدہ نے یہ پابندیاں اٹھالیں۔ ؟ نہیں۔ بلکہ اس کے برعکس امریکہ نے دو لاکھ کے قریب اپنی فوج کویت اتارنے کا اعلان کر دیا۔ مقررہ مقامات پر ہتھیاروں کی تنصیب شروع کر دی اور پھر سے ایک مرتبہ کویت کی سرزمین پر لاکھوں غیر ملکی افواج نے کھانے پینے کا بندوبست کر لیا۔

عراقی صدر نے ان حالات کی روشنی میں اپنی فوجوں کو واپسی کا حکم دے دیا۔ عراقی فوجی ہتھیاروں سمیت فتح کا نشان دکھاتے ہوئے واپس روانہ ہو رہے ہیں۔ اور کہا جارہا ہے کہ عراق کا کوئی ارادہ نہیں تھا کہ کویت پر قبضہ کرے۔ اور پھر سے اسی غلطی کا اعادہ کرے جو چار سال قبل کر چکا ہے۔

تازہ صورت حال یہ ہے کہ امریکی سربراہ اور اس کے حواری اقوام متحدہ میں موجود دوسرے ممالک کے سفراء پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ عراق کے خلاف محض نوفلائی زون (NO FLY ZONE) سے کام چلنے والا نہیں بلکہ اب عراق کی اپنی حدود کے اندر نوٹینک زون (NO TANK ZONE) بھی بنایا جائے تاکہ عراقی فوج اپنی حدود کے اندر بھی ٹینک لے کر نہ آسکے۔ اور اس کی نگرانی کے لیے امریکہ اور دوسرے مغربی ممالک کی فوج ہمیشہ موجود رہے گی۔ امریکی وزیر خارجہ اور وزیر دفاع اور دوسرے فوجی ماہرین مسلسل کہے جارہے ہیں کہ عراقی فوجوں کے چلے جانے کے باوجود یہ خطرہ ختم نہیں ہوا۔ مستقبل میں یہ عمل دوبارہ دہرایا جاسکتا ہے اس لیے کویت میں امریکی اور برطانوی فوجوں کا مستقل طور پر قیام لازمی بن جاتا ہے۔ امریکی صدر بل کلنٹن بول پڑے کہ کویت ہمارا دوست ملک ہے ہمارے مفادات اس سے وابستہ ہیں اس لیے ہم اس کی ہر طرح مدد کریں گے۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اقوام متحدہ نے عراق پر جو پابندیاں عائد کی ہیں اس کی وجہ سے عراقی معیشت انتہائی خستہ ہو چکی ہے۔ عراقی عوام ان پابندیوں کی بناء پر سخت مصیبتوں کا شکار ہیں۔ اس لیے یہ پابندیاں اب بالکل بے جواز معلوم ہوتی ہیں۔ انسانی حقوق کا دعویٰ کرنے والی تنظیم جس طرح انسانی حقوق کی پامالی کر رہی ہے اس کا مشاہدہ اب ہر کوئی کر رہا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ اقوام متحدہ کی عائد کردہ پابندیاں اٹھوانے کے لیے ایک مرتبہ پھر آگ اور خون کی ہولی کھیلی جائے اور عراقی عوام کو مزید مصائب و آلام میں ڈالا جائے۔ کیا کویت پر دوبارہ قبضہ کر لینے سے اقوام متحدہ اپنی پابندیاں نرم یا ختم کرے گا؟ اگر عراقی صدر یا ان کے حواریوں نے یہ سمجھ کر یہ قدم اٹھایا ہو تو یہ ان کی سب سے بڑی حماقت ہوگی اور اس حماقت کا خمیازہ عراقی عوام کو بھگتنا ہوگا۔

لیکن اس پورے واقعہ کو دوسرے پہلو سے سوچا جائے تو یہ ایک ڈرامہ معلوم ہوتا ہے ۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ سب کچھ آپس کی ملی بھگت کا نتیجہ ہے ۔ عراقی صدر کو اشارہ کیا گیا کہ عراقی فوجوں کو کویت کے قریب مسلح طور پر لایا جائے ۔ امریکہ سٹلائٹ کے ذریعہ اس کی تصویر اتارے گا ۔ سعودی عرب اور کویت کے حکمرانوں کو ان تصاویر کے ذریعہ یہ باور کروایا جائے گا کہ عراق پھر سے سعودی عرب اور کویت کے لیے خطرہ بن کر آرہا ہے اگر امریکہ اور مغربی ممالک کی فوجوں کو آنے کی اجازت نہ دی گئی تو اس کے ذمہ دار پھر ہم نہیں ہوں گے ۔ سعودی اور کویتی حکمرانوں نے ان خطرات کے پیش نظر فوراً حامی بھر لی ۔ امریکہ نے کوئی وقت ضائع کیے بغیر اپنی فوجوں کو روانہ کر دیا ۔ ان کے ہتھیار آنے لگے ۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ بار بار عراقی صدر کو خطرناک قرار دے کر پروپیگنڈہ کی مہم تیز سے تیز تر کر دی گئی

پھر جوں ہی امریکہ کی فوج اور ان کے ہتھیار کویت میں اتر آئے عراقی صدر کے حکم پر عراقی فوج واپس جانے کا اعلان عام کر رہی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ عراقی فوج یہاں آئی ہی اس لیے تھی کہ امریکی فوج یہاں آئے ۔ اب امریکہ یہ کہہ کر واپس جانے کے لیے تیار نہیں کہ عراقی صدر کی کسی بات پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا ۔ ہو سکتا ہے کہ وہ پھر کچھ عرصہ بعد اپنی فوج دوبارہ یہاں لے آئے اس لیے امریکی فوج کا اس جگہ مستقل قیام لازمی بن جاتا ہے اور عراقی حدود میں نوٹینک زون (NO TANK S[illegible]ZONE) بنا کر امریکہ پوری پوری نگرانی کرتا رہے گا ۔

عالم اسلام کے حکمرانوں سے اب گزارش بھی کریں تو کس بات کی ؟ مطالبہ بھی کریں تو کس بات کا ؟ وہ جاننے اور سمجھنے کے باوجود جاہل اور بے سمجھ ہو چکے ہیں ۔ دوست دشمن کی تمیز کرنا ختم ہو گیا ہے ۔ انہیں صرف اپنے اقتدار کی فکر اور اس کی ہوس لگی ہوئی ہے ۔ اور اپنے اقتدار کو بچانے کے لیے پورے اسلامی ملک کو بھی داؤ پر لگانا پڑ جائے تو بھی انہیں کوئی دریغ نہیں ہوتا ۔

خلیج کی موجودہ صورت حال میں نہ کویت کی فتح ہوئی ہے نہ سعودی عرب کی ۔ فتح اگر ہوئی ہے تو امریکہ اور عراقی صدر کی ۔ امریکہ جس نہج پر یہاں آنے کی تیاری کر رہا تھا اس کے لیے عراقی صدر نے بھرپور تعاون کیا ۔ عراقی صدر اپنے مشن میں پورا کامیاب ہوا اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ عراقی صدر کی فتح ہو گئی [illegible] یکہ کی فتح ہو گئی ۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

جناب طالب ہاشمی صاحب

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ

اخلاق و عادات

سیدنا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے نہایت اعلیٰ اخلاق اور بے حد پاکیزہ عادات وخصائل سے نوازا تھا۔ ان کے گلشن اخلاق میں علم کی تحصیل اور اشاعت میں بے پناہ انہماک، خشیت الٰہی، خوفِ آخرت، حُبِّ رسولؐ، شوقِ جہاد، اتباعِ سنت، شغفِ عبادت، فقر و عفاف، انکسار، سادگی، حق گوئی حسنِ معاشرت سیر چشمی اور خوش مزاجی سب سے خوش رنگ پھول ہیں۔ انہوں نے حصولِ علم کے لیے جو مشقتیں برداشت کیں اور جس طرح دن رات ایک کر دیئے، تاریخ میں اس کی بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔ پھر جو علم حاصل کیا اس کو اپنی ذات تک محدود نہ رکھا بلکہ زندگی بھر نہایت ذوق و شوق سے اس کی اشاعت کرتے رہے۔ ان کی علمی زندگی کے حالات ایک الگ باب میں بیان کیے گئے ہیں، اسی طرح ان کے شوقِ جہاد کی کیفیت بھی "حضرت ابوہریرہؓ میدانِ جہاد میں" کے عنوان کے تحت الگ بیان کر دی گئی ہے۔ ان کے اخلاق و عادات کے دوسرے پہلوؤں کی چند جھلکیاں ملاحظہ کیجئے۔

خشیتِ الٰہی اور خوفِ آخرت

حضرت ابوہریرہؓ پر خشیتِ الٰہی کا بہت غلبہ تھا اور وہ خوفِ آخرت سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے تھے۔ شُفیاً الاصبحی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مدینہ منورہ آیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص کے گرد بہت سے لوگ جمع ہیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون صاحب ہیں؟ لوگوں نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوہریرہؓ — میں بھی ان کے پاس جا کر ادب سے بیٹھ گیا۔ اس وقت حضرت ابوہریرہؓ لوگوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بیان کر رہے تھے۔ جب وہ حدیثیں سُنا چکے اور لوگ اٹھ کر چلے گئے تو میں نے عرض کیا۔

"اے صاحب رسولؐ! مجھے رہی) کوئی ایسی حدیث سنایئے جس کو آپ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو، سمجھا ہو اور جانا ہو۔"

حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا، میں تمھیں ایسی ہی حدیث سناؤں گا۔ یہ کہا اور چیخ مار کر بے ہوش ہو گئے کچھ دیر کے بعد ہوش آیا تو کہا میں تم کو ایسی حدیث سناؤں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت بیان فرمائی جب میرے سوا کوئی اور آپؐ کی خدمت میں حاضر نہ تھا ــــ یہ کہہ کر پھر چیخ ماری اور غش کھاکر منہ کے بل گر پڑے۔ میں بہت دیر تک ان کو سہارا دے کر بیٹھا رہا۔ جب ہوش آیا تو کہا، مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ بندوں کے فیصلے کرے گا تو سب سے پہلے اس کے سامنے تین آدمی پیش کیے جائیں گے۔ ایک قرآن کا عالم، دوسرا میدانِ جہاد میں لڑ کر مارا جانے والا اور تیسرا مال دار۔

اللہ تعالیٰ عالم سے پوچھے گا، کیا میں نے تجھے قرآن کی تعلیم کی توفیق نہیں دی تھی۔؟

وہ کہے گا، ہاں میرے اللہ!

اللہ تعالےٰ فرمائے گا، کیا تو نے اس پر عمل کیا؟

وہ کہے گا، میں دن رات اس کی تلاوت کرتا تھا!

اللہ تعالےٰ فرماتے گا، تو جھوٹا ہے، تلاوت اس لیے کرتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں سو ایسا ہی ہوا اور تو نے لوگوں سے قاری کا خطاب حاصل کر لیا۔

پھر اللہ تعالےٰ مالدار سے سوال کرے گا، کیا میں نے تجھے مال و دولت دے کر لوگوں کی احتیاج سے بے نیاز نہیں کر دیا تھا؟ وہ کہے گا، بے شک میرے اللہ!

اللہ تعالےٰ فرمائے گا، تو نے یہ مال کیسے صرف کیا؟

وہ کہے گا، میں صلہ رحمی کرتا تھا، صدقہ و خیرات کرتا تھا۔

اللہ تعالےٰ فرمائے گا، تو جھوٹا ہے، تیرا مقصد تو اس مال کے خرچ کرنے سے یہ تھا کہ لوگ تجھے بڑا سخی اور فیاض کہیں اور تیری آرزو کے مطابق لوگوں نے تجھے ایسا کہا۔

پھر اللہ تعالےٰ میدانِ جہاد کے مقتول سے پوچھے گا کہ تو کیوں قتل ہوا؟ وہ کہے گا، اے اللہ! تو نے اپنی راہ میں جہاد کا حکم دیا۔ پس میں نے جہاد کیا اور مارا گیا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا، تو جھوٹ کہتا ہے تو نے میری راہ میں جہاد نہیں کیا بلکہ اس لیے لڑا کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور یہ خطاب تو لوگوں سے پا چکا۔

یہ حدیث بیان فرما کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے زانو پر ہاتھ مار کر فرمایا، ابوہریرہ رضؓ! سب سے پہلے ان تینوں کے لیے جہنم کی آگ دکھائی جائے گی۔ [1] (حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک دفعہ ان کی ایک حبشی خادمہ نے ان کو بہت پریشان کیا۔ غصے میں آکر اس کو مارنے کے لیے چابک اٹھایا لیکن خوفِ آخرت غالب آگیا۔ چابک ہاتھ سے رکھ کر فرمانے لگے اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ قیامت کے دن مجھ سے بدلہ لیا جائے گا تو میں تمھیں اس چابک کے ساتھ مارتا۔ جاؤ میں نے اللہ کی رضا کی خاطر تمھیں آزاد کیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ صفحہ ۱۱۲)

ایک دفعہ ان کی بیٹی نے کہا، ابّا جان! لڑکیاں مجھے طعنے دیتی ہیں کہ تمھارے والد تمھیں زیور کیوں نہیں پہناتے۔ فرمایا، بیٹی ان سے کہو کہ میرا باپ اس بات سے ڈرتا ہے کہ کہیں مجھے جہنّم کی آگ میں نہ جلنا پڑے۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص۱۱۱)

وفات سے پہلے علالت کے دوران میں بہت روتے تھے۔ لوگوں نے رونے کا سبب پوچھا تو فرمایا۔ میں اس لیے روتا ہوں کہ آخرت کا سفر طویل ہے اور میرے پاس زادِ راہ کم ہے، اس وقت جنّت و دوزخ کے نشیب و فراز میں ہوں، معلوم نہیں کس راستے پر جانا پڑے۔ (طبقات ابنِ سعد ج ۲ ص۶۲)

حبّ رسول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت اور محبت تھی۔ وطن سے ہجرت کے بعد حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامنِ اقدس سے ایسے وابستہ ہوئے کہ آپؐ سے تھوڑی دیر کی جدائی بھی شاق گزرتی تھی۔ عہدِ رسالت میں وہ کچھ مدت کے لیے حضرت علاء بن عبداللہ حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ بحرین گئے۔ حضورؐ سے یہ جدائی انھوں نے آپؐ کے حکم کی تعمیل میں برداشت کی۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! آپؐ کا دیدار میری زندگی اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔" (مسندِ احمد جلد ۲ ص۲۹۳)

وہ زیادہ سے زیادہ وقت بارگاہِ رسالت میں گزارتے تھے اور آپؐ کی زیارت، معیّت اور خدمت کو اپنی زندگی کی سب سے بڑی سعادت سمجھتے تھے۔ وہ ہر اس شخص سے بھی محبت کرتے تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عزیز ہوتا تھا۔

ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سامنے اپنے نواسے سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی گود میں اٹھا کر فرمایا۔!

حاشیہ پچھلے صفحہ سے

لہ یہ روایت ترمذی کی ہے (جامع ترمذی باب ماجاء فی الرّیاء والسمعۃ عن شُفیا الاصبحی ص۲۱)
صحیح مسلم میں یہ حدیث ذرا مختلف طریقے سے بیان کی گئی ہے لیکن مفہوم ایک ہی ہے (اسی کتاب میں دیکھئے روایاتِ ابوہریرہؓ حدیث ۱۴)

"اے الٰہی میں اس کو محبوب رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ اور اس کے محبوب رکھنے والے کو بھی محبوب رکھ۔"

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا، ذرا اپنے پیٹ پر سے کپڑا تو اٹھایئے میں اس پر اس جگہ بوسہ دوں گا جس کو چومتے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ انہوں نے اٹھایا تو حضرت ابوہریرہؓ نے ان کی ناف پر بوسہ دیا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۱۹۵)

ایک دن رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی بات پر حضرت ابوہریرہؓ کو تنبیہ کے لیے چابک اٹھایا (لیکن پھر اسے رکھ دیا) حضرت ابوہریرہؓ نے

"اگر حضورؐ مجھے یہ چابک مارتے تو یہ سزا میرے لیے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہوتی مجھے امید ہے کہ میں مومن ہوں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دعا میرے حق میں مقبول ہے۔" (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۰۵)

سیّدنا حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وفات پائی تو حضرت ابوہریرہؓ روتے ہوئے پکار پکار کر کہتے تھے، لوگو! آج جی بھر کر رو لو کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم کا محبوب دنیا سے رخصت ہوگیا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ ص ۳۰۱)

ایک دفعہ ان کے سامنے بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا گیا۔ انہوں نے یہ کہہ کر اس کے کھانے سے معذرت کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے رخصت ہوگئے مگر آپؐ نے کبھی جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہ کھائی۔ (صحیح بخاری کتاب الاطعمہ)

اتباعِ سنّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شبانہ روز فیض صحبت نے ایک ایسا مثالی مردِ مومن بنا دیا تھا کہ وہ ہر کام میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو پیش نظر رکھتے تھے عبادات میں بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے اور معاملات میں بھی لفظ بہ لفظ آپؐ کے ارشادات کی تعمیل اور آپؐ کے طرزِ عمل کا اتباع کرتے تھے۔ ساتھ ہی لوگوں کو بھی برابر اس کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ کسی کو کوئی خلافِ سنّت کام کرتے دیکھتے تو فوراً ٹوک دیتے اور جو کچھ اس بارے میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوتا سنا دیتے۔

ایک دفعہ کسی مجلس میں تشریف لے گئے اور حاضرینِ مجلس سے فرمایا، ہم میں سے جس شخص نے اپنے اقارب سے قطع تعلق کر رکھا ہو وہ جا کر اس کا ازالہ کرے۔ ان کی بات سن کر کوئی شخص بھی نہ اٹھا۔ جب انہوں نے تین مرتبہ اپنے الفاظ دہرائے تو ایک نوجوان مجلس سے اٹھ کر چلا گیا۔ اس نے دو سال سے اپنی

پھوپھی سے قطع تعلق کر رکھا تھا، سیدھا پھوپھی کے پاس پہنچا۔ اس نے پوچھا، بھتیجے تم یہاں کیسے؟ کہنے لگا میں نے ابو ہریرہ رضؓ سے یہ الفاظ سنے ہیں۔

پھوپھی نے کہا، جاؤ ابو ہریرہ رضؓ سے پوچھو کہ انہوں نے یہ الفاظ کیوں کہے؟

نوجوان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ الفاظ کس بناء پر کہے۔ انہوں نے فرمایا۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنی آدم کے اعمال ہر جمعرات کے پچھلے پہر بارگاہِ رب العزت میں پیش کیے جاتے ہیں جس نے کسی سے قطع تعلق کیا ہو، اس کے اعمال کو قبول نہیں کیا جاتا۔" (الادب المفرد صفحہ ۲۵)

ایک دفعہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ دو شخص اکٹھے جا رہے ہیں۔ انہوں نے ان میں سے ایک شخص سے پوچھا، تمہارا ساتھی کون ہے۔ اس نے کہا، میرے والد ہیں۔ فرمایا، ان کا نام لے کر نہ بلایا کرو ان کے آگے مت چلو، ان سے پہلے مت بیٹھو۔ (الادب المفرد صفحہ ۳)

حضرت ابو سلمہ رضؓ کہتے ہیں ——— "میں نے دیکھا کہ حضرت ابو ہریرہ رضؓ نے سورۃ الانشقاق پڑھتے وقت سجدۂ تلاوت کیا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہاں سجدہ کیوں کیا؟"

انہوں نے جواب دیا، "اگر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کرتے ہوئے نہ دیکھتا تو سجدہ نہ کرتا۔"

(صحیح بخاری ج۔۱ صفحہ ۱۴۶)

"مسند احمد" میں یہ روایت حضرت ابو رافع رضؓ کی زبانی اس طرح نقل ہوئی ہے۔

"میں نے ابو ہریرہ رضؓ کے پیچھے عشاء کی نماز پڑھی۔ اس میں انہوں نے سورہ الانشقاق پڑھی اور اس میں سجدۂ تلاوت کیا۔ (نماز سے فارغ ہو کر) میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہاں سجدۂ تلاوت کیوں کیا۔ تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھی تھی اور آپؐ نے بھی اس سورہ میں آیت وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ پڑھ کر سجدہ کیا تھا۔ اس لیے میں سجدۂ تلاوت کرتا رہوں گا۔" (مسند احمد ج ۱۲ صفحہ ۱۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضؓ فرمایا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی وصیت فرمائی تھی۔ میں انہیں ہرگز ترک نہیں کروں گا۔

۱۔ ہر ماہ میں تین روزے رکھنا۔ ۲۔ سونے سے پہلے وتر ادا کرنا۔

۳۔ جمعہ کے روز غسل کرنا۔ (مسند احمد ج ۱۲ صفحہ ۱۹۴)

ایک دفعہ عثمان نہدی رحؒ نے حضرت ابوہریرہ رضؓ سے پوچھا کہ آپ (نفلی) روزے کیسے رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا، میں (رمضان المبارک کے پورے روزوں کے علاوہ) ہر مہینے کے آغاز میں تین روزے رکھتا ہوں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار اور جمعرات کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

(مسند احمد ج۔ ۲ ص ۱۰۹ ۔ البدایہ والنہایہ ج ۸۔ ص ۱۱۲)

عبیداللہ رحؒ بن ابی رافع رضؓ سے روایت ہے کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا اور خود مکہ چلا گیا۔ اس دوران میں حضرت ابوہریرہ رضؓ نے ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ پہلی رکعت میں سورۃ "الجمعہ" اور دوسری میں سورۃ "المنافقون" پڑھی۔

عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ رضؓ سے کہا، آپ نے جمعہ کی نماز میں وہی سورتیں پڑھیں جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، کوفہ میں جمعہ کی نماز میں پڑھا کرتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے فرمایا۔

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (نماز جمعہ میں) یہ سورتیں پڑھتے سنا تھا" (سنن ترمذی ج ا ص ۹۴)

ایک دفعہ بعض صحابہ رضؓ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نماز کی قرأت کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا۔

"قرأت ہر نماز میں کی جاتی ہے۔ جس نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہراً پڑھا اس میں ہم بھی جہراً پڑھتے ہیں جس میں آپؐ نے سراً قرأت کی اس میں ہم بھی سراً قرأت کرتے ہیں"۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۸ ص ۱۱۱)

حضرت حسن بصریؒ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضؓ بیمار ہوئے۔ میں ان کی عیادت کے لیے گیا تو دیکھا کہ لوگ اس کثرت سے ان کی عیادت کے لیئے آئے کہ سارا گھر بھر گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ نے ازراہ انکسار اپنے پاؤں سمیٹ لیے اور فرمایا۔

"ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ہمیں دیکھ کر اسی طرح پاؤں سمیٹ لیے جیسا کہ اس وقت میں نے اپنے پاؤں سمیٹ لیے ہیں۔ پھر ہم سے فرمایا کہ لوگ تمہارے پاس علم حاصل کرنے کے لیے آئیں گے، تم ان کے ساتھ اچھی طرح پیش آنا۔ ان کو مبارکباد دینا اور علم سکھانا۔" (سنن ابن ماجہ باب الوصاۃ بطلبۃ العلم ص ۲۲)

ایک دفعہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجلس میں موجود لوگوں کو یہ حدیث سنائی۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تمہارا پڑوسی تم سے اپنا شہتیر تمہاری دیوار

پر رکھنے کی اجازت مانگے تو اسے روکو نہیں۔"

یہ حدیث سن کر وہ لوگ چوں چرا کرنے لگے۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کیا بات ہے کہ تمہیں اس حدیث پر عمل کرنے سے گریزاں دیکھ رہا ہوں۔ واللہ میں تمہیں اس کا پابند کر کے چھوڑوں گا۔[1]

شغفِ عبادت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عبادت اور ذکرِ الٰہی سے خاص شغف تھا۔ رات کو اٹھ کر خود بھی عبادت کیا کرتے تھے اور گھر والوں کو بھی شب بیدار بناتے تھے۔ حافظ ذہبیؒ نے "سیرا علام النبلاء" میں ابوعثمان نہدیؒ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں سات دن حضرت ابوہریرہؓ کا مہمان رہا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت ابوہریرہؓ ان کی اہلیہ اور ان کا غلام رات کو باری باری جاگ کر عبادت کیا کرتے تھے۔

مسندِ احمد بن حنبل میں ہے کہ (جس زمانے میں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کنبہ تین آدمیوں پر مشتمل تھا، ایک خود، دوسری اہلیہ اور تیسرا خادم۔ یہ تینوں ہر رات کو باقاعدگی کے ساتھ باری باری اٹھ کر ایک تہائی شب میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ ایک ختم کر کے دوسرے کو جگا دیتا۔ دوسرا تیسرے کو اسی طریقے سے تینوں کی ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی۔

صحیح مسلم میں ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشراق کی نماز پڑھنے کی وصیّت فرمائی تھی چنانچہ وہ زندگی بھر یہ نماز پابندی سے پڑھتے رہے۔ (مسلم کتاب الصلوٰۃ)

رمضان المبارک کے فرض روزوں کے علاوہ ہر مہینے کے شروع میں تین روزے بالالتزام رکھتے تھے اگر کسی وجہ سے شروع میں نہ رکھ سکتے تو مہینے کے آخر میں رکھ لیتے تھے۔

اکثر تسبیح و تہلیل میں مصروف رہتے تھے۔ ایک تھیلی میں کنکریاں اور کھجور کی گٹھلیاں بھری رہتی تھیں جن پر تسبیح پڑھا کرتے تھے۔ جب تھیلی ختم ہو جاتی تو اپنی خادمہ کو حکم دیتے وہ پھر اسی تھیلی میں کنکریاں اور گٹھلیاں

---

[1] پڑوسی کے اس حق کے بارے میں فقہا میں اختلاف ہے۔ بعض نے اسے واجب قرار دیا ہے اور بعض اسے مستحب قرار دیتے ہیں۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ پہلے مسلک کے حامی ہیں لیکن بقول امام خطابی عام علماء کے نزدیک یہ کام پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک اور استحباب کے درجہ میں آتا ہے اور کسی کو حکماً اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ امام احمدؒ تو یہاں تک کہتے ہیں کہ حاکم یا قاضی کا فرض ہے کہ وہ اس کو واجب جانتے ہوئے فیصلہ کرے اور اگر ایک پڑوسی اپنی دیوار پر دوسرے پڑوسی کو شہتیر رکھنے کی اجازت نہ دے تو حاکم یا قاضی اسے حکماً اس بات پر مجبور کریں۔ (مسندِ احمد ج ۲ ص ۲، معالم السنن)

بھر لاتی ۔ روزانہ بارہ ہزار تسبیحیں پڑھا کرتے تھے ۔ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنے گناہوں کے برابر تسبیح پڑھتا ہوں ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے (اپنی آسودگی کے زمانے میں) گھر میں عبادت کے لیے چار جگہیں بنا رکھی تھیں ۔ ایک تہہ خانہ میں ۔ دوسری رہائشی مکان میں ۔ تیسری اپنے حجرے میں اور چوتھی گھر کے دروازے کے پاس ۔ وہ گھر میں آتے جاتے اس میں (نفلی) نماز پڑھا کرتے تھے ۔ (البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۱۱)

حضرت نعیم بن عبداللہؒ کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت ابو ہریرہؓ مسجد کی چھت پر وضو کر رہے تھے ۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے وضو کرتے ہوئے اپنے ہاتھوں کو شانوں تک دھویا ۔ پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت کے لوگ اپنے بدن کے جو حصے وضو میں دھوتے ہیں وہ قیامت کے دن چمکیں گے ۔ اس لیے تم لوگوں سے جہاں تک ہو سکے اپنے بدن کے حصوں کی چمک کو بڑھاؤ ۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۔ ۲ ص ۲۳۴)

مضارب بن حزنؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کو میں باہر نکلا تو کسی کے زور زور سے تکبیریں کہنے کی آواز میرے کانوں میں آئی ۔ قریب جا کر دیکھا تو حضرت ابو ہریرہؓ تھے ۔ میں نے ان سے پوچھا ، اس وقت آپ کیوں تکبیریں کہہ رہے ہیں ؟ کہنے لگے ، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہا ہوں کہ ایک وہ وقت تھا جب میں بسرہ بنت غزوان کے پاس پیٹ کی روٹی پر ملازم تھا ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ دن دکھایا کہ وہ میرے عقد میں آگئی ۔ (الاصابہ جلد ۷ ص ۲۰۶)

فقر و عفاف حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زندگی کے دو دور تھے ۔ پہلا دور سخت تنگ دستی اور افلاس کا تھا ۔ دوسرا دور آسودہ حالی اور تموّل کا تھا ۔ پہلے دور میں انہوں نے سخت مصیبتیں برداشت کیں اور شدید فقر و فاقہ سے دوچار رہے ۔ مسلسل فاقوں کی وجہ سے کئی بار غش کھا کر گر پڑتے یا پیٹ کے بل کنکریوں پر لیٹ جاتے کیونکہ کمر سیدھی نہ کر سکتے تھے ۔ بعض اوقات پیٹ پر پتھر باندھ لیتے تھے ۔ ان ساری تکلیفوں کے باوجود صبر و قناعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا ، جو کچھ کھانے کو مل جاتا ، اسی پر قناعت کر لیتے ۔ جب کچھ بھی نہ ملتا تو فاقہ کرتے یا روزہ رکھ لیتے ۔ ایک دن ان کے پاس پندرہ کھجوریں تھیں ۔ انہوں نے پانچ کھجوروں سے روزہ افطار کیا ، پانچ سحری کے وقت کھالیں اور پانچ روزہ افطار کرنے کے لیے باقی رکھ لیں ۔ ان کے داماد حضرت سعید بن مسیبؓ کا بیان ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ باہر سے گھوم پھر کر گھر آتے تو اہل خانہ سے پوچھتے کہ کھانے کے لیے کوئی چیز موجود ہے ؟ اگر اہل خانہ نفی میں جواب دیتے تو وہ فرماتے میں نے روزہ رکھ لیا ۔

(حلیتہ الاولیا ج ۔ ۱ ص ۳۸۳)

کئی دفعہ ایسا ہوتا کہ جب بھوک ان کو بہت ستاتی تو غش کھا کر گر پڑتے اور منبر نبویؐ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے کے درمیان پڑے رہتے ۔ گزرنے والوں کے پاؤں ان کی گردن پر پڑتے

(بقیہ ص ۲۴ پر)

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے

سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

قدم قدم حسین قدم قدم آرام

افکار و تاثرات

مکتوب مدینہ

انگریز نے بڑی عیاری اور مکاری سے ملک کے کلیدی نظام پر ایسے افراد اور خاندانوں کو مسلط کردیا جنہوں نے مسلم مفادات کو نقصان پہنچانے کے لیے انگریز سے تعاون کیا تھا اور جاگیریں حاصل کی تھیں ۔ افسوس کہ وہی طبقہ کسی نہ کسی انداز میں سینتالیس برس سے پاکستان کی قیادت پر براجمان ہے ۔ اور اب تک اپنے غیر ملکی آقاؤں کے مفادات کا تحفظ کر رہا ہے ، اور اسلامی نظام کے نفاذ میں سب سے بڑی رکاوٹ یہی مفاد پرست طبقہ ہے ، انہی لوگوں کے سبب آج بھی میرے ملک میں برطانوی قانون نافذ ہے ، قیام پاکستان سے لے کر آج تک اسلامیانِ پاکستان اور شہدائے پاکستان کی روحیں اپنے خواب کے شرمندۂ تعبیر ہونے کے لیے بے چین و مضطرب ہیں ۔

آج مسلم لیگ پاکستان کے بانی ہونے کی دعویدار ہے ۔ لیکن اس نے مقاصدِ پاکستان کی تکمیل اور اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے کبھی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں کی ۔

اُدھر بھٹو خاندان اور اس کے پس منظر سے ہر باشعور واقف ہے مسٹر بھٹو نے پاکستان کے لیے جو کچھ کیا اور جو کچھ کہا وہ سب کو معلوم ہے اور تاریخ کا حصہ ہے آج اس کی بیٹی بے نظیر بھٹو اپنے باپ کے نقش قدم پر گامزن ہے ۔ اور اس نے اپنے ایک بیان میں حدود و قصاص کے اسلامی قوانین کو ظالمانہ قرار دیا ہے ۔ یہ ہرزہ سرائی دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت ہے

میں نے پاکستان کے سابق صدر غلام اسحٰق کے نام ایک کھلے خط میں لکھا تھا کہ تم نے قومی اسمبلی اُس

وقت توڑ دی جب اُس میں شریعت بل پیش ہونے والا تھا اور ہر گھر کے کھوٹے کا پتہ چلنے والا تھا، اب بھی اگر تمہیں اصرار ہو کہ تمہارا یہ اقدام بدنیتی پر مبنی نہیں تھا تو پھر صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ نفاذ شریعت کا اعلان کر دو لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔

اسلام سے دوری کے نتیجہ میں آج پاکستان میں امن و امان تباہ ہو گیا ہے، مساجد کا تقدس پامال ہو رہا ہے، چند ٹکوں کے بدلے بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے۔ اِس گھٹا ٹوپ اندھیرے میں آج اگر امید کی کوئی کرن ہے تو وہ اسلامی نظام کا نفاذ ہے۔ اور اس کی زندہ مثال سعودی عرب ہے جہاں اسلامی نظام کی برکت سے امن و امان قائم ہے لوگوں کی جان و مال عزت و آبرو محفوظ ہے اور جرائم کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے۔

فقیر اب صدر پاکستان فاروق خان لغاری سے اپیل کرتا ہے کہ وہ پاکستان میں شریعتِ اسلامی کو نافذ کر دیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے انہیں جو اقتدار و اختیار عطا فرمایا ہے اُس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دارین کی فلاح و کامیابی حاصل کریں۔ ورنہ ان کا بھی وہی حشر ہو گا جو آن کے پیش رو صدروں کا ہوا ہے۔ فقط والسلام۔
(امیر علی قریشی مہاجر مدنی) مدینہ منورہ۔

بہبود آبادی کے نام پر ناداروں کو فریب

خالق کائنات نے دنیا میں بسنے والے ہر متنفس کو رزق مہیا کرنے کی ضمانت دی ہے بہبود آبادی کے نام پر ناداروں کو فریب دیا جا رہا ہے اعداد و شمار کے گورکھ دھندوں کا مقصد مظلوم غریب اور نادار کو یہ تاثر دلانا مقصود ہے کہ آپ کے افلاس کا سبب کثرت آبادی ہے جس کا نتیجہ ہر گھر میں والدین کو اپنی اولاد کا دشمن بنانا محبت کی بجائے نفرت دلانا ہے جب کہ حقیقت میں سرمایہ دار اپنی مبذرانہ مسرفانہ زندگی کے افراط و تفریط سے مظلوموں کی توجہ اپنی بے اعتدالیوں سے منحرف کر کے غریب کو اپنے ہی گھر کی دشمنی میں مبتلا کرنا چاہتا ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو غریب کر کے نعوذ باللہ آپ پر ظلم کیا ہے جب کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر دولت کی تقسیم صحیح منصفانہ طریقے پر ہو اور لامحدود سرمایہ داری جس کی بنا پر سرمایہ دار اپنے کتوں کو بھی مکھن کھلاتے ہیں، ختم ہو اور وہ دولت انسانوں کی ضروریات زندگی پر صحیح منصوبہ بندی کے ذریعہ خرچ کی جائے تو تمام آبادی کے لیے ایک خوشحال زندگی کی ضمانت مہیا ہو سکتی ہے خالق کائنات نے دنیا میں بسنے والے ہر متنفس کو رزق مہیا کرنے کی ضمانت دی ہے۔ وما من دابۃٍ فی الارض الا علی اللہ رزقھا۔ جب کہ ایک طبقہ نے غاصبانہ قبضہ کر کے کروڑوں افراد کے حقوق غصب کیے ہیں کہ ایک طرف دنیا کی آبادی کا بہت بڑا حصہ نان جویں کو ترستا ہے اور دوسری جانب لامحدود سرمایہ دار اپنے کتوں کے لیے علیحدہ کوٹھیاں تعمیر کر کے مستقل محکمہ اس کی نگرانی کر رہا ہے حالانکہ آبادی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے زمین کے مدفون خزانوں کو بھی اسی کی مناسبت سے

زمین اور دریاؤں کے اندر سے باہر نکال کر انسانوں کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کا بندوبست کیا ہے آج کی دنیا زمین کے اندر کے مختلف معدنیات جما ہوا اور سیال سونا پٹرول ، ڈیزل ، گیس، بجلی اور دوسرے قیمتی اور کارآمد دھاتیں نکال کر انسان کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مالا مال کر دیا غرضیکہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کی آبادی کو تو بغیر منصوبے کے پیدا نہیں کیا حق تعالےٰ نے باقاعدہ نظام کے تحت زمین کو آباد کیا اور ہدایت کی کہ خلق لکم ما فی الارض جمیعا ۔ اور ہر ایک تک اپنے حق رسانی کی ہدایت اور نظم و نسق بھی بتلایا اگر اسی ہی طریق سے انسان اپنے معاشرے کو معاشی زندگی پر استوار کرے تو یقیناً یہ سب کی ضروریات کو پورا کر سکتا ہے ۔ سرمایہ داروں نے اپنے غاصبانہ کردار کو چھپاتے اور اپنے مجرمانہ روش کا دفاع کرتے ہوئے ناداروں کی توجہ دوسری طرف منحرف کرنے کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کا ڈھونگ رچایا اور اپنی دشمنی کو غریب اور نادار کے اپنے گھر میں ڈال دیا کہ آپ کی مفلوک الحال زندگی کا سبب آپ کا اپنا بیٹا اور بیٹی ہے اگر یہ نہ ہوتے تو آپ انتہائی خوشحال اور آرام دہ زندگی گزار سکتے تھے حالانکہ جو اربوں روپیہ اس نفرت کو پیدا کرنے کے ذرائع اور وسائل پر خرچ کیا جا رہا ہے اگر وہی روپیہ آبادی کی بہبود کے وسائل پر خرچ کیا جاتا تو ایک بہت بڑی آبادی کی ضروریات پوری ہو سکتی تھیں ۔ (مولانا) قاضی عبداللطیف ، سابق سینیٹر ۔

وزیر تعلیم کا فکر انگیز انکشاف

ڈرائیور نے بتایا کہ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ میں لندن میں بچوں کے (فرنگی) اسکول میں گیا تھا اور اتفاق سے وہاں وزیر تعلیم آیا تھا تو میری اُس سے ملاقات ہوئی تو میں نے اپنا مدعا بیان کیا کہ۔

"ہمارے مسلمان بچوں کو حلال گوشت دیا جائے کیونکہ یہاں اسکولوں میں سب کچھ چلتا ہے ، حلال جانور بھی ذبح نہیں ہوتے اور خنزیر کا گوشت عام ہے ۔"

وزیر نے کہا : کسی ایک مسلمان بچے کو بلاؤ : (ڈرائیور ایک مسلمان بچہ لے آیا)

وزیر نے پوچھا : تمہارا مذہب کیا ہے ؟ بچے نے کہا " پاکستان "

وزیر نے کئی بار اپنا سوال دوہرایا اور ہر دفعہ بچہ پاکستان یا پاکستانی کہتا رہا ۔ اُس بچے نے یہ نہیں کہا کہ میں مسلمان ہوں یا میرا مذہب اسلام ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون)

وزیر نے کہا ۔

"تم حلال گوشت کا مطالبہ کرتے ہو ؛ تم لوگ جو پاکستان (ہندوستان وغیرہ) میں پیدا ہوئے تھے اور یہاں آئے (اور بسے ہوئے ہیں) زیادہ سے زیادہ مزید بیس سال (اپنے دین و اسلام کے نام) چلو گے پھر ختم ہو چکے ہوگے ، مرجاؤ گے یا ریٹائرڈ لائف گزار رہے ہوگے (نرسنگ ہوم

کے باسی ہو جاؤ گے) اور یہ بچے ہمارے معاشرے کا حصہ بن جائیں گے انہیں بھول جاؤ اور یہ مت کہو کہ ہمارے بچے ہیں۔ یہ تمہارے نہیں، یہ برطانیہ کے بچے ہیں۔" (برطانوی مسلمان اور ان کا مستقبل ص۱۲ د۱۲)

اور صحیح فرمایا اللہ تعالیٰ کے محبوب، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال پہلے کہ بچہ (اسلام و توحید) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں (بخاری و مسلم)

مسلمانو! غفلت کی نیند سے جلد بیدار ہو جاؤ:

وزیر تعلیم کے اس بیان سے مجھے کچھ تعجب نہیں ہوا، میں تو ۱۹۶۷ء سے مسلمانوں کو خبردار کر رہا ہوں کہ تن من دھن کی بازی لگا کر پورے وقت کے اپنے اسلامی اسکول و مدرسے قائم کر کے اپنی اولاد اور نسل کے دین و ایمان کی حفاظت کر لو۔ یہ فرنگی ہمارے دشمن پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں اور قیامت تک رہیں گے۔ انہوں نے تقریباً ۵۰۰ یہود و نصاریٰ کے مذہبی اسکول قائم کرنے کی اجازت دی ہے، صرف اجازت ہی نہیں بلکہ برسوں سے ۸۵ فیصد گرانٹ بھی دے رہے ہیں۔ صرف اور صرف مسلمانوں کو گرانٹ دینے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس کا مقصد صاف ہے کہ مسلمانیت یہاں اور پورے مغربی ممالک میں ختم ہو جائے۔

(الحاج ابراہیم یوسف باوا۔ لندن)

دس ہزار برطانوی خواتین کا قبول اسلام

سنڈے ٹائمز لندن نے رپورٹ دی ہے کہ برطانیہ میں ہزاروں کی تعداد میں خواتین اسلام کے اخلاقی معیارات کی کشش کے سبب اسلام قبول کر رہی ہیں۔ اخبار کی رپورٹ کے مطابق پچھلے دس برسوں میں تقریباً دس ہزار خواتین اسلام قبول کر چکی ہیں جن میں سے بیشتر تعلیم یافتہ خواتین ہیں اور ڈاکٹرز کالج لیکچررز اور وکالت کے پیشہ سے متعلق ہیں ایک آئرش خاتون جنہوں نے رومن کیتھولک مذہب ترک کر کے اسلام قبول کیا ہے اور جن کا اس وقت نام بشریٰ ہے کہا ہے کہ "میں اسلام میں خواتین کے تحفظ اور اس کے اخلاقی معیارات سے دلی سکون پاتی ہوں" اخبار نے ایسوسی ایشن آف برٹش مسلم کے ایک ترجمان کے حوالے سے کہا ہے کہ برطانیہ میں اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد روز افزوں ہے اسلامی کلچر سینٹر ریجنٹ پارک کے فاضل علی نے کہا ہے کہ اسلامی سینٹر میں قبول اسلام کے لیے آنے والی بیشتر خواتین ایک ایسے ماحول سے جس میں ان کو فراموش کر دیا گیا ہے۔ خود آگہی کی تلاش میں ہوتی ہیں اور ان میں سے بیشتر مسلمانوں سے شادیاں کرنے کے بعد ہنسی خوشی زندگی گزار رہی ہیں حال ہی میں بی بی سی ٹیلی ویژن نے ایک خصوصی پروگرام دکھایا جس میں ایک سفید فام مسلم خاتون نے کہا کہ دین اسلام قبول کرنے کے بعد اسے ذہنی سکون ملا اور خاندانی اور عائلی زندگی کی رونق دیکھنے کو ملی نیز اسلام نے خواتین کو جو حقوق دیئے ہیں ان سے استفادہ کرنے کے مواقع نصیب ہوئے۔ (ہفت روزہ تکبیر ۲۷ اکتوبر، مرسلہ محمد اسلم راولپنڈی)

اسرائیلی شہر میں یہودیوں نے ڈسکو ڈانس کلب کا نام مکہ رکھ دیا

آج مسلمانوں کے سب سے زیادہ محترم مقدس اور بابرکت شہر "مکہ المکرمہ" کے تقدس کو پامال کرتے ہوئے یہودیوں نے اسرائیل کے شہر اشدود میں اپنے ایک ڈسکو کلب کا نام "مکہ" رکھ کر ایک بار پھر مسلمانوں کی مذہبی اور ملی حمیت کو للکارا ہے۔

اردن کے دارالحکومت عمان سے شائع ہوتے والا معروف عربی ہفت روزہ "السبیل" اپنی ۱۰ اکتوبر ۹۴ء کی اشاعت میں اس روح فرسا خبر کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ تل ابیب کے جنوب میں واقع اسرائیل کے اہم شہر اشدود میں ایک ڈسکو کلب جسے یہودی انتظامیہ نے مکہ ڈسکو کلب کا نام دیا ہے کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی۔ افتتاح کی تقریب کی تشہیر کے لیے چھاپے گئے پوسٹرز میں اس کلب کی عمارت جو مسجد کے گنبد سے مشابہت رکھتی ہے کی تصویر کے نیچے عبرانی زبان میں کلب کا نام "مکہ ڈسکو کلب" جلی حروف میں تحریر ہے۔

مقامات مقدسہ اور اوقاف کی دیکھ بھال سے متعلق اقصیٰ کمیٹی کے صدر شیخ کامل ریان نے اس مکروہ اور ناپاک یہودی فعل کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے اپنے ایک بیان میں اسے یہود کی طرف سے مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنے کی ایک گھناؤنی سازش سے تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ فواحش اور منکرات کے کھلے عام ارتکاب کے لیے کھولے گئے ڈسکو کلب کا نام "مکہ" رکھ کر جس طرح خانہ خدا کی بے حرمتی کی جسارت کی گئی ہے اسے کبھی معاف نہیں کیا جائے گا۔

انہوں نے مزید کہا کہ اسرائیل کی طرف سے عرب ممالک سے پرامن بقائے باہمی پر مبنی تعلقات قائم کرنے کی حالیہ کوششوں کے پس منظر میں یہودیوں کی طرف سے مسلمانوں کے مقامات مقدسہ کی بے حرمتی موجودہ عرب قیادت کے لیے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ اخبار کے مطابق اقصیٰ کمیٹی کے سربراہ نے اسرائیلی وزیر اعظم اضحاک رابین اور اشدود شہر کی بلدیہ کے چیئرمین کو ارسال کردہ برقیوں میں مطالبہ کیا ہے کہ کلب کا نام تبدیل کرانے کے لیے وہ انتظامیہ پر اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں ورنہ نتائج کی تمام تر ذمہ داری اسرائیلی حکام کے سر عائد ہوگی۔ (رپورٹ منصور جعفر اقصیٰ فاؤنڈیشن) (ہفت روزہ تکبیر ۲۷ اکتوبر) ـــــ مرسلہ ابن الحق (مردان)

الحق کے مضامین پر قارئین کے تاثرات

موجودہ شمارے میں آپ نے ملک میں موجودہ بحران کے بارے میں جو اداریہ لکھا ہے۔ اس پر یہاں کے دینی حلقے اور موجودہ سیاست اور سیاست دانوں سے بیزار لوگ آپ کے اس اداریہ پر بہت داد دے رہے ہیں۔ (ضیاء الدین قریشی)

♦ استاد محترم مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کی محققانہ افادات درس ترمذی شریف کا یہ "سلسلۃ الذہب" پابندی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ (خیر العمل مادیم علیہ وان قل) بار بار دل میں یہ داعیہ پیدا ہوتا رہا کہ "الحق" میں "بینات" کی طرح درس حدیث کا سلسلہ شروع ہو الحمد اللہ کہ تمنا پوری ہوئی۔

♦ ماہ ستمبر کے شمارہ میں قاہرہ کانفرنس سے متعلق آپ نے جو لکھا خوب لکھا، ہمارے سادہ لوح بھائیوں کی اس سے آنکھیں کھل جانا چاہئیں۔ (مولانا) اشرف علی حقانی کاٹلنگ۔

♦ الحق میں حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کا درس ترمذی بہت محبوب ہے، ہمارے دارالعلوم کے شیخ الحدیث اس کے بے حد منتظر رہتے ہیں اور اپنے درسی افادات میں بھرپور استفادہ کرتے ہیں۔ (مفتی عمر حیات ڈیروی)

♦ الحق میں سلسلہ وار درس ترمذی کھاتے پینے کے بارے میں بہت ہی مفید اور علمی بحث تشریحات سے بھرپور ہے، ماشاء اللہ خوب عمدہ مضمون ہے۔ چونکہ بندہ نے بھی فضائل دعا میں مستقل ایک باب کھانے پینے کے آداب وغیرہ میں شامل کیا ہے اس لیے خوب محظوظ ہو رہا ہوں، خوب معلومات میں اضافہ ہو رہا ہے، اللہ پاک حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو خوب جزائے خیر دے آمین۔ میرے مضمون کی نقل بھیج رہا ہوں اگر مناسب سمجھیں تو الحق میں شائع فرمادیں۔ (الحاج ابراہیم یوسف باوا۔ لندن)

(بقیہ صفحہ ۶ سے)

کی مدد و نصرت ہمارے قدم چومنے کے لیے تیار ہے۔

اللہ تعالیٰ جب کسی کی مدد پہ آجاتے ہیں تو مکڑی کے جالے سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت کرکے دکھا دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دشمن (فرعون) کے گھر پلوا کر دکھا دیا، تین تاریکیوں کے اندر مچھلی کے پیٹ میں حضرت یونس علیہ السلام کو محفوظ کرکے دکھا دیا۔ حضرات صحابہؓ کو زمین اور پانی میں حفاظت کرکے دکھا دیا اور جب کسی کو تباہ و برباد کرنا چاہتے ہیں تو لنگڑے مچھر سے نمرود جیسے ظالم و جابر بادشاہ کو ختم کر دیتے ہیں، ابوجہل کو بچوں سے قتل کروا دیتے ہیں۔

مسلمانو! اپنے اندر اللہ تعالیٰ کی ماننے اور مان کر عمل کرنے کا جذبہ پیدا کرو۔ جس کام کا حکم ہو، اس کے کرنے میں کر مٹنے کا شوق پیدا کیا جاوے، یہ ہے ہماری آپ کی تخلیق کا مقصد۔ یہ ساری چیزیں ہم میں اُس وقت آوے گی جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے بنیں گے ؎

در فیض محمد داہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتش دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے
میرے پیشوا ہیں رسولِ خدا   میں ہوں اُن کی سنت پر فدا

حضرۃ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ

شیخ الحدیث مولانا عبدالحق رحؒ کا پہلی بار تعلیمی سفر

آپ کا مرتبہ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نمبر مطالعہ کر رہا ہوں جزاکم اللہ خیر الجزاء۔ اگر حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق نور اللہ مرقدہ کے تعلیمی سفر میں اساتذہ کرام کا تعارف بھی آجاتا تو بہتر ہوتا[۱] جیساکہ مرحوم اور مغفور پہلی بار تعلیمی سفر کے لیے قصبہ اکھوڑی میں تشریف لائے یہ قصبہ اٹک سے تقریباً ۱۵ میل جنوب مشرق کی طرف واقع ہے اس وقت وہاں کے استاذ مولانا گوہر دین صاحب تھے جو علم نحو کی معروف کتب کافیہ، الفیہ بہترین طریقہ پر پڑھاتے تھے کئی علماء ان سے فیض یاب ہوئے، نور اللہ مرقدہٗ مرحوم کے ایک ہی فرزند ارجمند تھے جو علامہ انور شاہ کے شاگرد رشید تھے مولانا عبدالسبوح وغیرہ کے ہم درس تھے عربی زبان کے بہترین ادیب تھے تخریج الہدایۃ لزیلعی کے مقدمہ میں تعارف فقہ اور کتب فقہ کے موضوع پر عربی زبان میں ان کا بہترین قصیدہ مطبوعہ ہے، چند رسائل اور بھی تحریر فرماتے تھے جو کچھ مطبوعہ ہیں معرۃ الکن کی وجہ سے تدریس وغیرہ نہ کرسکے اسم گرامی محمد یوسف تھا نور اللہ مرقدہٗ ان کا کوئی بیٹا نہیں۔

اسی طرح جلالیہ میں جب حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ پڑھ رہے تھے اس وقت جلالیہ میں دو بہترین مدرس تھے مولانا سعدالدین اور مولانا عبداللہ جان رحمۃ اللہ علیہما اوّل الذکر مولانا عبدالحی لکھنوی کے شاگرد تھے، نحو، معانی اور میراث کے بہترین استاذ تھے مؤخر الذکر نحو کی ابتدائی کتب اور کافیہ، شرح جامی، الفیہ کے بہترین استاذ تھے۔ مگر میرا خیال ہے کہ حضرت نے مولانا سعدالدین صاحب سے پڑھا ہوگا یہ کافی معمر تھے اس گناہ گار نے ۱۹۲۹ء ان سے شرح جامی اور سراجی اس وقت پڑھی تھی کہ آپ کی بصارت بہت کمزور تھی مگر بصیرت علمی اور روحانی اوج پر تھی مولانا سعدالدین صاحب نے زمانہ طالب علمی میں حضرت نانوتوی کی زیارت کی تھی مگر ان سے پڑھا نہ تھا بلکہ لکھنؤ تشریف لے گئے تھے۔ اساتذہ کے تعارف سے سند کی عظمت ثابت ہو جاتی ہے، جہاں حضرت شیخ الحدیث کی سندات علماء دیوبند سے منسوب ہیں وہاں سند عبدالحی لکھنوی کی وساطت سے بھی ہو جائیں گی۔ (یہ احقر کا ذاتی ذوق ہے واللہ اعلم آپ کو پسند ہے یا نہیں) علماء سابقین کی کثرت اساتذہ کی یہی وجہ تھی کہ وہ مختلف اور متعدد علوم وفنون کے حصول کے لیے رات دن بابرکات رہتے تھے، مشہور نحوی علامہ قطرب ۲۰۶ھ کا نام محمد تھا مگر چونکہ وہ رات دن طلب علم میں متعدد اساتذہ کے حضور آتے جاتے رہتے تھے اس لیے آپ کو قطرب کہا گیا جو ایک کیڑے کا نام ہے جو رات دن لگاتار چلتا ہی رہتا ہے کبھی آرام نہیں کرتا۔

---

[۱] ان اساتذہ کے تعارف کا مستقل باب قائم کیا گیا ہے جزئیات کا احتواء تو بہرحال ممکن نہیں حضرۃ قاضی صاحب کے خط سے سیرت وسوانح کے نئے گوشے سامنے آئے ہیں۔ (ادارہ)

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت
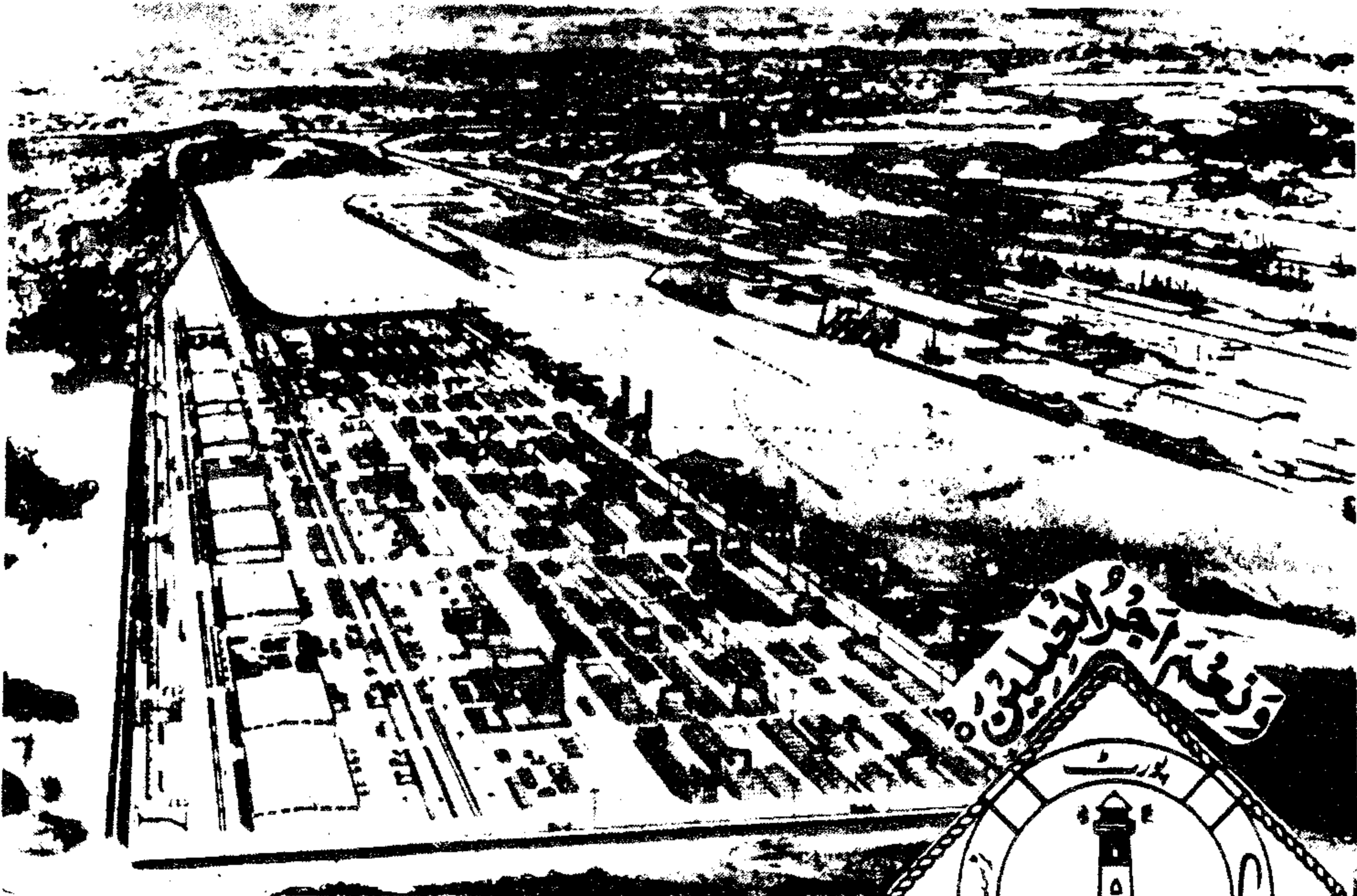
بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

KPT 4 / 88. PID - Islamabad

الحاج ابراہیم یوسف باوا

دعوت دین وایمان

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۔ [۲]

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو (اور فاسد خیالات میں پڑکر شیطان کے قدم بہ قدم مت چلو، واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے)

یہاں بھی ایمان والوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ دودھ اور دھنی والی زندگی سے بچو اور پورے پورے طور پر اسلام میں داخل ہوجاؤ۔ معارف القرآن سے تفسیر ملاحظہ ہو۔

خلاصۂ تفسیر

اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو (یہ نہیں کہ کچھ یہودیت کی بھی رعایت کرو) اور (ایسے خیالات میں پڑکر) شیطان کے قدم بقدم مت چلو، واقعی وہ تمہارا کھلا دشمن ہے (کہ ایسی پٹی پڑھا دیتا ہے کہ ظاہر میں تو سراسر دین معلوم ہو اور فی الحقیقت بالکل دین کے خلاف) پھر اگر تم بعد اس کے کہ تم کو واضح دلیلیں (احکام وشرائع اسلام کی) پہنچ چکی ہیں، (پھر بھی صراطِ مستقیم سے) لغزش کرنے لگو تو یقین رکھو کہ حق تعالیٰ (بڑے) زبردست ہیں (سخت سزا دیں گے اور کچھ دنوں تک سزا نہ دیں تو اس سے دھوکہ مت کھانا کیونکہ وہ) حکمت والے (بھی ہیں (کسی حکمت ومصلحت سے کبھی سزا میں دیر بھی کر دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے (یہ لوگ (جو کہ بعد وضوح دلائل حق کے کج راہی اختیار کرتے ہیں) صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس (سزا دینے کے لیے) آدیں اور سارا قصہ ہی ختم ہوجاوے (یعنی کیا اس وقت امر حق قبول کریں گے جس وقت کا قبول کرنا مقبول بھی نہ ہوگا) اور یہ سارے (جزا وسزا کے) مقدمات اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رجوع کیے جاویں گے (کوئی دوسرا صاحب اختیار نہ ہوگا، سو ایسے زبردست کے ساتھ مخالفت کرنے کا انجام بجز خرابی کے کیا ہو سکتا ہے)

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً سلم بالکسر وبالفتح دو معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، ایک صلح دوسرا اسلام، اس جگہ جمہور صحابہ وتابعین کے نزدیک اسلام مراد ہے (ابن کثیر) لفظ کافۃ جمیعاً اور عامۃً کے معنی میں آتا ہے، یہ لفظ اس جگہ ترکیب میں حال واقع ہوا ہے، جس میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ ضمیر اُدْخُلُوْا کا حال قرار دیا جائے، دوسرے یہ کہ سلم بمعنی اسلام کا حال ہو، پہلی صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ تم پورے پورے اسلام میں داخل ہوجاؤ، یعنی تمہارے ہاتھ پاؤں، آنکھ، کان، دل اور دماغ سب کا سب دائرہ اسلام واطاعتِ الٰہیہ کے اندر داخل ہونا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ ہاتھ پاؤں سے تو احکام اسلامیہ بجالا رہے ہوں مگر دل ودماغ اس پر مطمئن نہیں، یا دل دماغ سے تو اس پر مطمئن ہو مگر ہاتھ پاؤں اور اعضاء وجوارح

کا عمل اس سے باہر ہے

اور دوسری صورت میں ترجمہ یہ ہوگا کہ تم داخل ہو جاؤ مکمل اور پورے اسلام میں، یعنی ایسا نہ ہو کہ اسلام کے بعض احکام کو تو قبول کرو بعض میں پس و پیش رہے، اور چونکہ اسلام نام ہے اس مکمل نظام حیات کا جو قرآن و سنت میں بیان ہوا ہے خواہ اس کا تعلق عقائد و عبادات سے ہو، یا معاملات و معاشرت سے، حکومت وسیاست سے اس کا تعلق ہو یا تجارت و صنعت وغیرہ سے، اسلام کا جو مکمل نظام حیات ہے تم سب اس پورے نظام میں داخل ہو جاؤ۔

خلاصہ دونوں صورتوں کا قریب قریب یہی ہے کہ احکام اسلام خواہ وہ کسی شعبۂ زندگی سے متعلق ہوں اور اعضا ظاہری سے متعلق ہوں یا قلب اور باطن سے ان کا تعلق ہو، جب تک ان تمام احکام کو سچے دل سے قبول نہ کروگے مسلمان کہلانے کے مستحق نہیں ہوگے۔

اس آیت کا شانِ نزول جو اوپر بیان ہوا ہے اس کا بھی حاصل یہی ہے کہ صرف اسلام ہی کی تعلیمات تمہارا مطمعِ نظر ہونا چاہیے، اس کو پورا پورا اختیار کر لو تو وہ تمہیں سارے مذاہب و ملل سے بے نیاز کر دے گا

تنبیہ: اس میں اُن لوگوں کے لیے بڑی تنبیہ ہے جنہوں نے اسلام کو صرف مسجد اور عبادات کے ساتھ مخصوص کر رکھا ہے، معاملات اور معاشرت کے احکام کو گویا دین کا جز ہی نہیں سمجھتے، اصطلاحی دینداروں میں یہ غفلت عام ہے، حقوق و معاملات اور خصوصاً حقوق معاشرت سے بالکل بیگانہ ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام کو وہ اسلام کے احکام ہی یقین نہیں کرتے، نہ اُن کے معلوم کرنے یا سیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں نہ اُن پر عمل کرنے کا (نعوذ باللہ) کم از کم مختصر رسالہ آداب معاشرت حضرت سیدی حکیم الامت رح کا ہر مسلمان مرد و عورت کو ضرور پڑھ لینا چاہیئے۔ (معارف القرآن ج (۱) ص۴۹۱)

ف۵: حضرت مولانا سید ابوالحسن ندوی مدظلہ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ یہاں لفظ سِلم آیا ہے الاسلام نہیں ہے۔ اسلام کے معنی اور تقاضا چند لفظوں کا بولنا اور پورا کرنا ہے اور سِلم کا مفہوم ہے کہ ۲۴ گھنٹے کی زندگی مکمل طور پر احکامِ شریعت کے تابع کر کے گزارے (جس طرح عام مسلمان اور مؤمن میں فرق ہے اسی طرح اسلام اور سِلم میں فرق ہے) ۔ ہر وقت یہ استحضار رہے کہ اِس وقت مجھ سے میرا پروردگار کونسی زندگی کا مطالبہ کر رہا ہے اس کو شریعت کی روشنی میں دیکھ کر عمل کرے جب تو "ایمان والا" اور "مؤمن" کہنے کا مستحق ہوگا ورنہ صرف مسلمان نام کا لیبل لگا دینے سے تقاضا پورا نہیں ہو سکتا۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو صرف انسان (اشرف المخلوقات) نہیں بنایا بلکہ اسلام و ایمان جیسی دولت عظمیٰ بخشی۔ اسی پر بھی بس نہیں کیا بلکہ بلا مانگے اور بلا مشقت و مجاہدہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت

یں پیدا کیا جس کی تمنا بڑے بڑے انبیاء کرتے تھے۔ اُمت محمدیہ کے مقام وعظمت کا کیا پوچھنا[1] ؟ اُس کی خوش نصیبی پر جتنا شکرانہ ادا کیا جائے اور ناز کیا جائے کم ہے لیکن یہ شکرانہ اور یہ ناز کا حق جب ہی ادا ہو گا جب انسان مکمل طور پر رب چاہی زندگی گزارے اور رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس طریقوں کو زندگی کے ہر پہلو میں اپنائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ۲۳/ نبوی محنت کا حاصل یہ ہے کہ انسان اللہ کے رنگ میں مکمل طور پر رنگ جائے پھر اس نورانی و روحانی زندگی کو اُمت میں پھیلائے۔ کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ (الآیۃ) سے یہی مراد ہے کہ "تم بہترین اُمت ہو کہ لوگوں کی نفع رسائی کے لیے نکالے گئے ہو (کیونکہ) تم لوگ نیک کام (کرنے کے بعد اور اپنی رعیت کو نیکی کی طرف لگا کر لوگوں کو نیک کام) کا حکم کرتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہو...... ہر مسلمان سے اللہ تعالیٰ ایسی زندگی کا مطالبہ کرتا ہے اور یہ دنیا اُس کے لیے آزمائش اور امتحان کی جگہ مقرر کی ہے، یہی ہے مقصد انسان کی تخلیق کا۔

یہ اُمت کوتوال بنا کر بھیجی گئی ہے

حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحبؒ نے امریکہ کے ایک تبلیغی اجتماع میں خطاب فرماتے ہوئے بیان کیا کہ، ایک جگہ بڑی چوری ہوئی تو ایس پی کلکٹر ڈی ایم وغیرہ سب تحقیقات کے لیے پہونچ گئے۔ اتنے میں کوتوال نے کلکٹر سے کہا، حضور! میں نے چوری نہیں کی۔ کلکٹر نے غصے میں جواب دیا کہ بھلا! تو بھی چوری کر سکتا ہے؟ یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے؟ تم تو لوگوں کی حفاظت۔ جان مال آبرو کے تحفظ کے لیے مقرر کیے جاتے ہو (تم نے یہ سوچا ہی کیوں کہ تم نے چوری کی ہے؟) تم بھلا یہ کر سکتے ہو؟ میرا سوال تم سے تو یہ ہے کہ تمہاری موجودگی میں، تمہارے ہوتے ہوئے یہ چوری کیسے ہوئی؟ اس پر

> "حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ اسی طرح یہ اُمت اقوام عام کے لیے، اپنے ملک کیلئے اپنے علاقہ کے لیے، اپنے محلہ کے لیے، اپنے گھر کے لیے کوتوال بنا کر بھیجی گئی ہے۔ اس کے یہ کہہ دینے سے کام نہیں چلے گا کہ اے اللہ! میں نے تو نماز نہیں چھوڑی تھی (بلکہ میں نے نماز باجماعت اور تکبیر اولیٰ سے پڑھی تھی) اُس سے تو یہ سوال ہو گا کہ تمہارے گھر میں تمہارے محلہ میں، تمہارے پڑوس میں، تمہارے اطراف میں بے نمازی کیوں تھے؟ تم نے ان کے سلسلے میں کیا فکر کی؟ کیا محنت کی؟"
>
> (ریاض الجنۃ ۵-۱۲-۲۶) ۱۲-

---

[1] دیکھئے محترم باوا صاحب کے مضامین "اُمت محمدیہ کی فضیلت اور "مومن کا مقام وعظمت"

ف: اللہ تعالیٰ بھلا کرے حضرت مفتی کا! اللہ تعالیٰ کا کرم وفضل ہوا کہ گذشتہ کل ہی میں نے ایسے کلمات تحریر کیے تھے جس کا عنوان ہے "مبلغین کی ذمہ داریاں" اور آج صبح ہی ہم نے وہ ریاض الجنہ جونپور والوں پر روانہ کیا ہے۔ آج کا حاجی غازی اور مبلغ اپنے لیے تو سب کچھ کرتا ہے لیکن خود اُس کے گھر والے دین سے دور ہوتے جارہے ہیں۔ ایسے غازی جب اپنے گھروں کو بنا نہ سکیں، اُن سے کیا اُمیدیں کی جاسکتی ہیں کہ اُمت کے کوتاہوں کو نمازی بنائے، خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھ لے کہ نماز کے علاوہ اور بھی تو کئی فرائض ہیں، کیا وہ اُن کی ادائیگی کر رہا ہے؟

حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ العالی اپنی وصایا میں لکھتے ہیں کہ۔

"یہ خوب سمجھ لیں کہ اسلام یا اللہ تعالیٰ کی عبادت صرف کلمہ طیبہ پڑھ لینے یا نماز روزہ وغیرہ چند عبادات ادا کرلینے کا نام نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ پوری زندگی شریعت کے مطابق ہو اور بندہ اپنی سب خواہشات کو اللہ تعالیٰ کی رضا میں فناء کر دے۔"

(وصیت نامہ ص ۲۷)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی نے غصہ کی حالت میں فرمایا۔

"اللہ تعالیٰ کی قسم! میں عہد نبوت کی کوئی بات اب لوگوں میں نہیں دیکھتا، سوائے اس کے کہ نمازوں کے لیے ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں اور بس! بقیہ اُمور میں بہت کچھ تبدّل اور تغیر آچکا ہے۔" (التنور)

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایک عظیم مقصد کے لیے پیدا فرمایا ہے۔ جتنی بڑی عظمت والی یہ اُمت ہے اُتنے ہی اس کے تقاضے اور ذمہ داریاں ہیں۔ بروزِ قیامت معیارِ ذمہ داری پر حجت اور بازپرس ہوگی۔ آج جو لوگ اقتدار کے نشے میں اپنی ذمہ داریوں کا حق ادا نہیں کرتے وہ گویا اپنے پورے معاشرے اور قوم وملت کے پاؤں پر کلہاڑے مار رہے ہیں جس کا آج کل ہر جگہ مشاہدہ ہو رہا ہے اور لوگ شکایتیں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی صحیح سمجھ اور فہم عطا فرما دے آمین۔

ہماری حالتِ زار چونکہ ہر شخص نے اپنی تخلیق کا کچھ اور ہی تصوّر اور مقصد بنا رکھا ہے اور اُس کے مطابق من مانی زندگی گزارتا ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو ہماری حالت پر چھوڑ دیا ہے کہ جاؤ! ٹھوکریں کھاؤ، ذلیل ورسوا ہو، تڑپتے رہو، تمہارا کوئی پرسانِ حال نہ ہوگا۔ نہ جان ومال محفوظ اور نہ عزت۔ جیسے ہمارے اعمال ہوں گے ویسے ہی ہمارے اوپر حالات مسلط کیے جائیں گے۔ آج بھی اگر ہم اپنی تخلیق کا مقصد سمجھ کر گردن جھکا دیں اور رب چاہی زندگی گزارنے پر آجائیں تو اللہ تعالیٰ

(بقیہ صد ۵۴ پر)

مولانا عبدالقیوم حقانی

تعارف و تبصرۂ کتب

تبصرہ کتاب کی مجموعی حیثیت پر کیا جاتا ہے تمام جزئیات سے ادارہ کا اتفاق نہیں

سیرت حضرت ابوہریرہ رضؓ معروف سکالر اور محقق مصنف جناب طالب الہاشمی کی تازہ ترین علمی کاوش ہے علمی و دینی ادبی اور تحقیقی حلقوں اور الحق کے قارئین کے لیے طالب الہاشمی کوئی نیا نام نہیں۔ صحابہ کرام رضؓ و صحابیاتؓ، اسلامی تاریخ وادب اور تذکرہ نگاری و سیرت نویسی کے حوالے سے ان کا نام سند اور ان کا کام ان کی علمی و دینی فکر اور مثبت تحریریں نورٌ علیٰ نورٌ —— صحابہ کرامؓ میں جہاں حضرت ابوہریرہؓ کو ایک خاص مقام امتیاز اور روایتِ حدیث کے اعتبار سے فضل و تفوق حاصل ہے طلبہ واساتذہ حدیث محققین و محدثین اور مطالعہ حدیث کا ذوق رکھنے والے احباب کے وہ محبوب راوی اور محسن صحابی ہیں وہاں معاندین وحاسدین اور منکرین حدیث کے جرح وستم اور بے ہودہ اعتراضات کا ہدف بھی ان ہی کو بنایا گیا ہے محترم جناب طالب الہاشمی صاحب نے حضرت ابوہریرہ رضؓ کی زندگی کے تمام پہلوؤں کو اجاگر کر کے سوانح نگاری کا حق ادا کیا ہے تحریر شستہ و رواں، طرزِ ادا سادہ و دلکش اور سلجھا ہوا ہے حسب ضرورت اطناب و ایجاز کی صفات سے مزین، ہر بات مستند اور باحوالہ، نام ونسب قبیلہ درس کی تاریخ و تحقیق، ہوت عہد رسالت میں حضرت ابوہریرہؓ کے شب و روز، میدان جہاد میں ان کے کارہائے نمایاں، عہد رسالت کے بعد کی زندگی سفر آخرت کی روئیداد کچھ مخصوص ذاتی حالات، اخلاق وعادات، علمی زندگی، مرویات کی تفصیل و متعلقات، افتاء و فقاہت، معترضین کے اعتراضات کے جوابات جیسے اہم عنوانات پر علمی اور محققانہ مباحث کا احتواء کیا گیا ہے آخر پر حضرت ابوہریرہ رضؓ کے ڈیڑھ سو مرویات بھی منتخب کر کے شامل کر دی گئی ہیں۔ جگہ جگہ مفید حواشی کا اضافہ ہے اور جدت پسندی یہ کہ آغاز میں حواشی کی بھی مستقل فہرست لگا دی گئی ہے احقر نے دو مرتبہ بالاستیعاب پڑھی اور تیری مرتبہ پڑھنے کو جی چاہتا ہے عمدہ طباعت، شاندار کتابت، مضبوط اور خوبصورت جلد بندی، حرا پبلی کیشنز کے صدر جناب شفیق الاسلام فاروقی کے ذوق طباعت کا عمدہ نمونہ، مؤلف تو ہیں ہی لائق صد تحسین و تبریک، عمدہ طباعت پر ناشر بھی مبارکباد کے مستحق ہیں یہ کتاب ۴۸ روپے میں حرا پبلی کیشنز اردو بازار لاہور سے طلب کی جا سکتی ہے۔

متاع وقت اور کاروان علم

مکتبہ حلیمہ کراچی کا تازہ علمی پیش کش ہے حضرت مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدظلہ العالی کی سرپرستی ورہنمائی میں قائم ہونے والا یہ نوازئیدہ ادارہ قابل رشک حد تک روبہ ترقی ہے اس کی اشاعتیں علمی تحقیقی اور دینی اعتبار سے نافع ہی نافع ہیں متاع وقت اور کاروان علم تو ہے ہی اپنی مثال آپ، جواں سال مولف ابن الحسن عباسی نے اچھوتے اور دلچسپ اور دلکش انداز سے وقت کی اہمیت، ضرورت، قدر وقیمت اور اسے استعمال میں لانے کے مستحق طریقوں کو اکابر اساطین علم وادب، مشائخ، سلف صالحین اور ممتاز علمی ودینی شخصیات کے حوالے سے ایک تجربہ کار اتالیق کی طرح اپنے قارئین کے فکر وذہن کے زاویوں میں بٹھاتے چلے جاتے ہیں کتاب کے نام سے اگرچہ کتاب کی اہمیت ظاہر تھی مگر جب پڑھنا شروع کی تو کھو گیا جب کر فارغ ہوا تو ماضی کے کھوئے ہوئے تمام اوقات پر حسرت وندامت، حال میں سمجھ لیے اور مستقبل میں اوقات کو ملحوظ رکھ کر چلنے کا عزم کا نقد ثمرہ دامن میں تھا۔ وقت کی قدر، زندگی کی اہمیت، اہل علم کا ذوق مطالعہ، بلند ہمتی تحصیل علم میں محنت اور پختہ عزم کا احساس تازہ مل جائے تو اس سے بڑھ کر نعمت اور کیا ہو سکتی ہے، ڈاکٹر محمد عادل خان مدیر الفاروق (عربی انگریزی) کے مقدمہ مولانا محمد اسلم شیخوپوری مدیر الاشرف کے پیش لفظ کی افادیت اس پر مستزاد، اور نور علی نور، کتابیات کے حوالہ سے ۵۰۷ کتابوں سے استفادہ گویا وقت کی قدر وقیمت کے یہ جواہر ریزے اور حسین واقعات ہزاروں صفحات کا نچوڑ ہے۔ کمپوٹر کتابت، صفحات ۲۵۶، عمدہ طباعت مضبوط اور خوبصورت جلدبندی۔ ملنے کا پتہ ! مکتبہ حلیمیہ متصل جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی نمبر ۱۶۔

مجلس صیانۃ المسلمین کا تاریخی پس منظر

حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی کی علمی اور تاریخی کاوش ہے جس میں مجلس کا قیام، پس منظر، تدریجی ارتقاء اور اس کی تاریخی واصلاحی خدمات کی مفصل روئیداد بیان کی گئی ہے مجلس صیانۃ المسلمین کی بنیاد حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے رکھی تھی پاکستان میں حضرت تھانویؒ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی نے اس کو آگے بڑھایا اور حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی مدظلہ اس کے روح رواں ہیں، مجلس کی خدمات، اشاعت دین، تزکیہ وتصوف اور تالیفات ومطبوعات کا سلسلہ روز افزوں اور روبہ ترقی ہے پیش نظر کتاب اسی پیش رفت کا ایک علمی مظہر ہے ارباب ذوق اور اہل علم کے لیے ایک نادر علمی تحفہ ہے عمدہ طباعت، خوبصورت جلدی اور ۲۸۰ صفحات پر مشتمل یہ کتاب مجلس صیانۃ المسلمین جامعہ اشرفیہ فیروز پور روڈ لاہور سے دستیاب ہے۔

معالم العرفان فی دروس القرآن جلد ۱۴

حضرت العلامہ مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی مدظلہٗ اپنے علمی، دینی، تدریسی، حدیثی اور قرآنی خدمات کے پیش نظر اپنا وسیع حلقہ رکھتے ہیں ان کے علمی خدمت اور تصنیفی و تالیفی کاوشیں علمی حلقوں سے زبردست خراج تحسین وصول کرچکی ہیں معالم العرفان فی دروس القرآن، موصوف کے قرآنی افادات کا مقبول ترین سلسلہ ہے۔ علماء، مدرسین، واعظین اور اساتذہ اس سے استفادہ کرتے اور اسے استناد کی حیثیت دیتے ہیں، اب اس کی چودھویں جلد بھی منظر عام پر آگئی ہے جو سورۂ لقمان سے الصّٰفّٰت کے دروس کو محیط ہے معارف العرفان الحق کے قارئین کے لیے کوئی نئی چیز نہیں اس لیے مفصل تبصرہ کی ضرورت بھی نہیں ہے، اہل علم اور الحق کے قارئین یقیناً اس کی بھی قدر کریں گے اور اپنے سیٹ کی تکمیل کے لیے مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ سے ۴۰۸ صفحات کی عمدہ ترین تفسیر، مضبوط اور گولڈن جلد بندی اور شاندار کاغذ اور بلند ترین معیار طباعت ۲۰۵ روپے میں منگوائی جاسکتی ہے۔

دروس الحدیث

یہ کتاب بھی حضرت مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہم کے حدیثی افادات کی اشاعت کا نقش آغاز (حصہ اول) ہے عوام الناس کے عقائد اعمال کی اصلاح کے لیے موصوف جامع مسجد نور میں درس قرآن کی طرح بدھ اور جمعرات کو درس حدیث بھی دیتے رہے مشارق الانوار، بخاری ترمذی، مسلم، ابن ماجہ، الترغیب والترہیب کے بعد اب مسند احمد کا درس شروع ہے جسے محفوظ کرنے کے بعد پہلی جلد منصہ شہود پر لائی گئی ہے اگر دروس القرآن کی طرح ابتداء ہی سے دروس الحدیث کی حفاظت واشاعت کا آغاز ہی سے اہتمام کیا جاتا تو آج ایک عظیم حدیثی انسائیکلو پیڈیا وجود میں آجاتی۔ اب جو کچھ بھی ہے بسا غنیمت ہے احقر نے مطالعہ شروع کیا اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک کتاب مکمل نہ کرلی، اہل علم، مدرسین، مبلغین اور عام لکھے پڑھے علم حدیث کے شائقین کے لیے گراں قدر سوغات ہے عمدہ طباعت شاندار کتابت۔ ۳۲۹ صفحات قیمت ۷۵ روپے۔ ملنے کا پتہ مکتبہ دروس القرآن فاروق گنج گوجرانوالہ۔

نجات دارین

بقیۃ السلف، امام لاہوریؒ کے خلیفہ اجل حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہٗ کی تصنیف لطیف ہے تصوف اور سلوک و معرفت کی انسائیکلو پیڈیا اور از دل خیزد بر دل ریزد کا مصداق ہے، بہت ہی قلیل عرصہ میں اس کا تیسرا ایڈیشن بھی منظر عام پر آگیا ہے عمدہ کاغذ، شاندار طباعت، سنہری جلد بندی صفحات ۲۹۶ اور قیمت ۱۰۰ روپے، ملنے کا پتہ: دارالارشاد مدنی روڈ، اٹک شہر پنجاب۔

خود انحصاری کی طرف ایک اور قدم
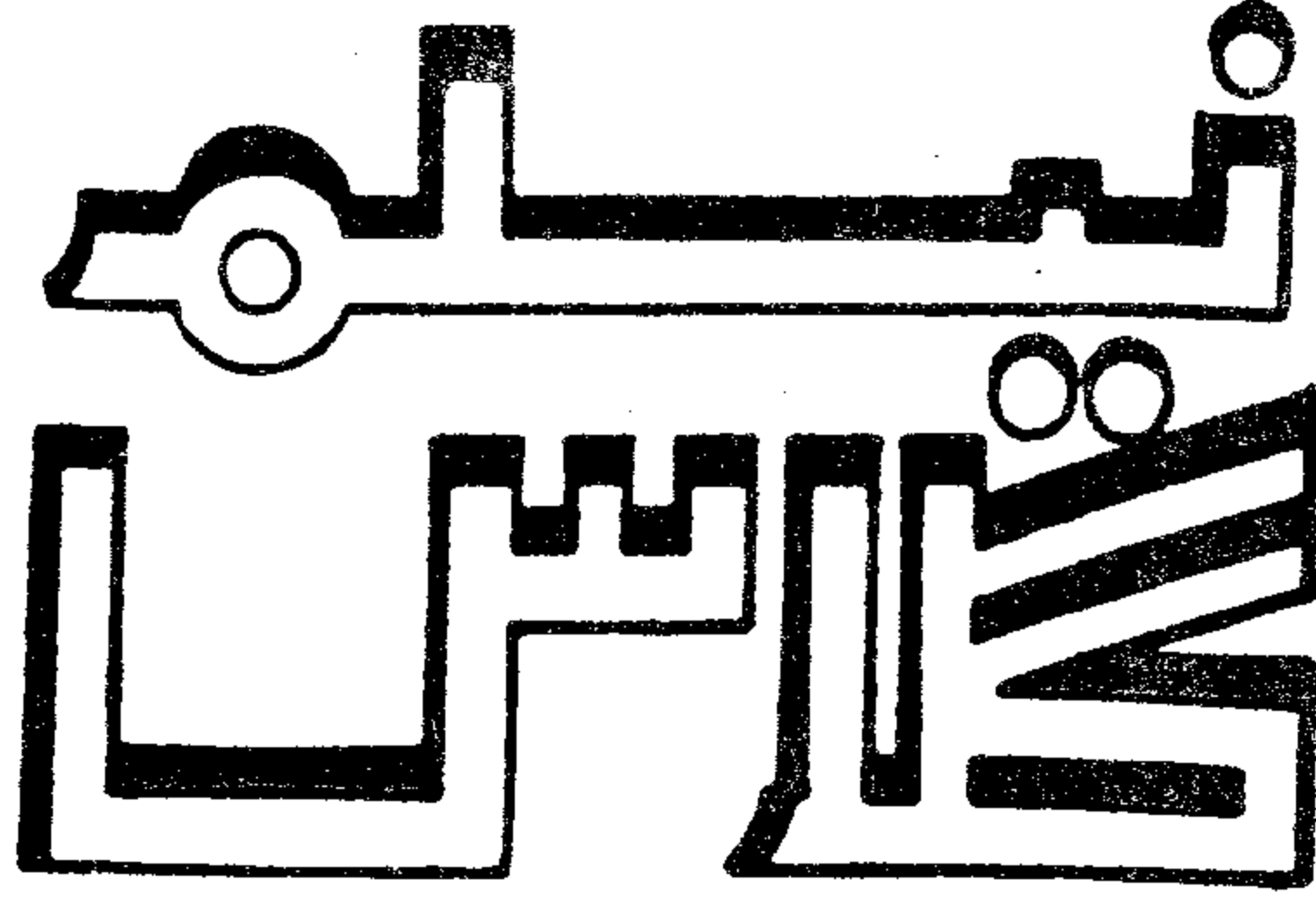
رنگین شیشہ (Tinted Glass)

باہر سے منگانے کی ضرورت نہیں۔

چینی ماہرین کی نگرانی میں اب ہم نے رنگین عمارتی شیشہ (Tinted Glass)

بنانا شروع کر دیا ہے۔

دیدہ زیب اور دھوپ سے بچانے والا **نیلم** کا (Tinted Glass)

نیلم گلاس انڈسٹریز لمیٹڈ

ورکس، شاہراہِ پاکستان حسن ابدال۔ فون: 563998 - 509 (05772)

فیکٹری آفس: ۲۸۴-بی راجہ اکرم روڈ، راولپنڈی فون: 568998 - 564998

رجسٹرڈ آفس، ۱۷-جی گلبرگ II، لاہور فون: 878640-871417

معیار کی بلند ترین پرواز
ایم ایف ٹی ایم
کے
فیشن فیبرکس
صبا
شرٹنگ
نایاب
بوسکی
ممتاز
پاپلین
بے مثال
لینن
سوغات
شرٹنگ
شاہکار
لان
محمد فاروق ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ

M.F.T.M 4 80

T.T.L

بے شک آنے والا وقت تمہارے لئے بہتر ہے اس وقت سے جو گزر چکا
اور بے شک تمہارا رب ایسی نعمتوں سے تم کو نوازے گا جو تم کو خوش کر دیگی۔
یہ الفاظ مبارکہ جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب
فرمائے، تمام سچے مسلمانوں کیلئے طمانیت کا پہلو رکھتے ہیں۔
آیئے ہم اللہ تعالےٰ کے حضور میں سر جھکا کر ان رحمتوں کا شکر
بجالائیں جو امتِ مسلمہ پر اب سے پہلے ہوتی رہیں اور عہد کریں کہ
آئندہ اور زیادہ عنایات کا مستحق بننے کی کوشش کرینگے۔
ایک فریضہ جو ہم پر عائد ہوتا ہے، نظام اسلام کی تعمیر ہے۔
جو بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں شکل پذیر ہو رہا ہے۔
نیشنل بینک اس مبارک مہم میں حسبِ توفیق شریک رہے گا۔
نیشنل بینک آف پاکستان
آپ کی خدمت
ہمارا افتخار
UNITED
PID I-30/89

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد
مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا اُن لوگوں کا راستہ
جن پر تو نے انعام فرمایا جو معتوب نہیں ہوئے اور جو
بھٹکے ہوئے نہیں ہیں۔
سورۃ فاتحہ ۔۴ تا ۷

REGD. NO. P.L.9C

AL-HAQ

فرمانِ رسولؐ

حضرت علی ابن ابی طالب کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
"جب میری امت میں چودہ خصلتیں پیدا ہوں تو اس پر مصیبتیں نازل ہونا شروع ہو جائیں گی۔"
"دریافت کیا گیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہیں؟" فرمایا:

- جب سرکاری مال ذاتی ملکیت بنا لیا جائے۔
- امانت کو مال غنیمت سمجھا جائے۔
- زکوٰۃ جرمانہ محسوس ہونے لگے۔
- شوہر بیوی کا مطیع ہو جائے
- بیٹا ماں کا نافرمان بن جائے۔
- آدمی دوستوں سے بھلائی کرے اور باپ پر ظلم ڈھائے۔
- مساجد میں شور مچایا جائے۔
- قوم کا رذیل ترین آدمی اس کا لیڈر ہو۔
- آدمی کی عزت اس کی برائی کے ڈر سے ہونے لگے۔
- نشہ آور اشیاء کھلم کھلا استعمال کی جائیں۔
- مرد ریشم پہنیں۔
- آلات موسیقی کو اختیار کیا جائے
- رقص و سرود کی محفلیں سجائی جائیں
- اس وقت کے لوگ اگلوں پر لعن طعن کرنے لگیں۔

تو لوگوں کو چاہیے کہ پھر وہ ہر وقت عذاب الٰہی کے منتظر رہیں خواہ سرخ آندھی کی شکل میں آئے یا زلزلے کی شکل میں یا اصحاب سبت کی طرح صورتیں مسخ ہونے کی شکل میں۔ (ترمذی۔ باب علامات الساعۃ)